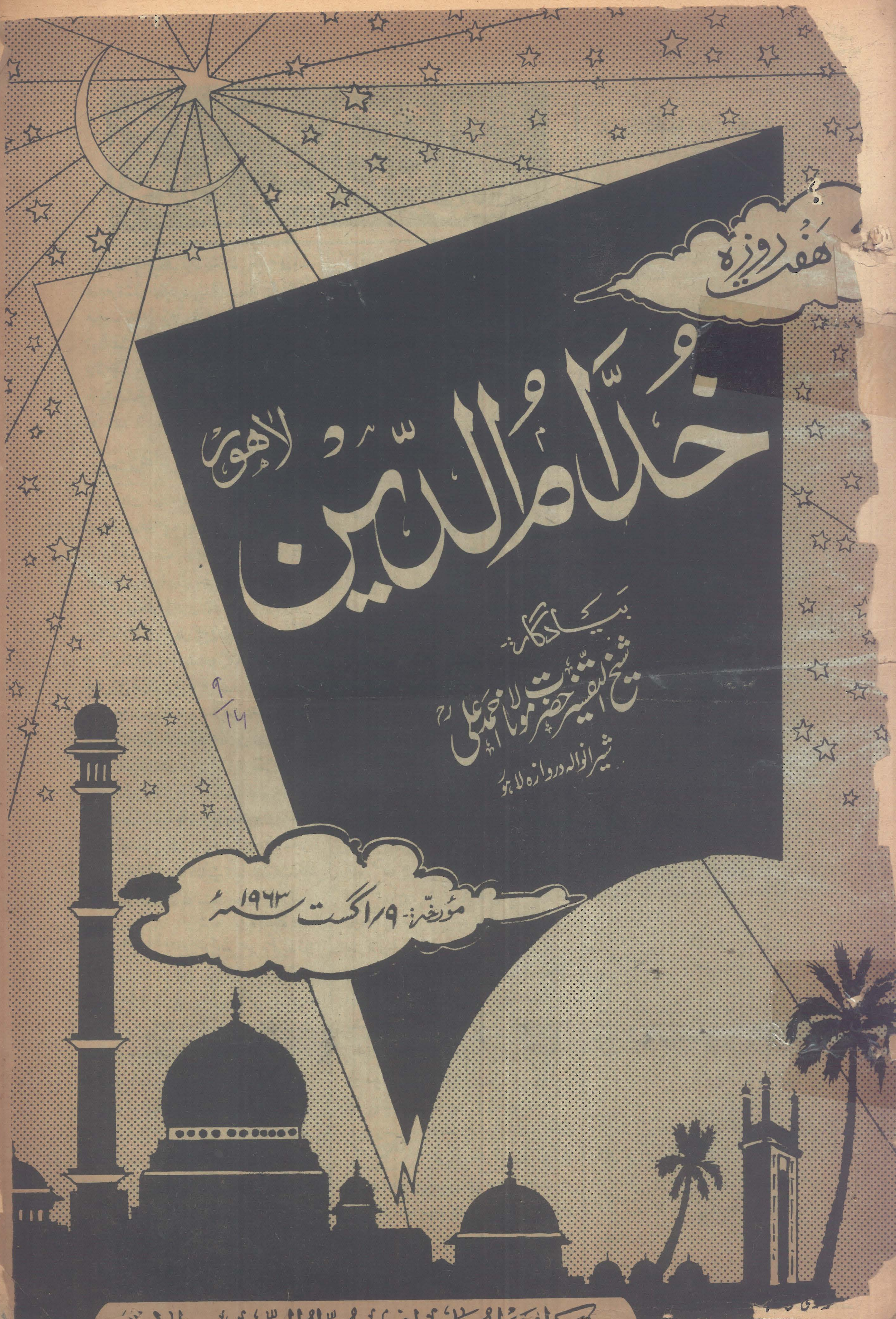

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح
شیرانوالہ دروازہ لاہور
مؤرخہ: ۹ر اگست ۱۹۶۳ء

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَۃِ اِلَّا ثَلٰثَۃَ مَجَالِسَ سَفْکُ دَمٍ حَرَامٍ اَوْ فَرْجٌ حَرَامٌ اَوِ اقْتِطَاعُ مَالٍ بِغَیْرِ حَقٍّ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ وَذُکِرَ حَدِیْثُ اَبِیْ سَعِیْدٍ اِنَّ اَعْظَمَ الْاَمَانَۃِ فِیْ بَابِ الْمُبَاشَرَۃِ فِی الْفَصْلِ الْاَوَّلِ ؛

ترجمہ:- حضرت جابر کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مجالس امانت سے وابستہ ہیں (یعنی مجلسوں کی گفتگو کو امانت کے طور سمجھنا چاہیئے) مگر تین مجالس (کہ ان کی گفتگو کو امانت کے طور پر نہیں رکھنا چاہیئے۔ بلکہ ظاہر کر دینا ضروری ہے) ایک تو حرام چیزوں کی مجلس کی گفتگو۔ دوسرے زناکاری کے مشورہ اور تیسرے ناحق کسی کا مال چھین لینے کے مشورہ کی گفتگو (ابوداؤد) ابوسعیدؓ کی حدیث ان اعظم الامانۃ باب المباشرۃ فصل اوّل میں بیان کی جا چکی ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ الْعَقْلَ قَالَ لَہٗ قُمْ فَقَامَ ثُمَّ قَالَ لَہٗ اَدْبِرْ فَاَدْبَرَ ثُمَّ قَالَ لَہٗ اَقْبِلْ فَاَقْبَلَ ثُمَّ قَالَ لَہٗ اُقْعُدْ فَقَعَدَ ثُمَّ قَالَ لَہٗ مَا خَلَقْتُ خَلْقًا ھُوَ خَیْرٌ مِّنْکَ وَلَا اَفْضَلُ مِنْکَ وَلَا اَحْسَنُ مِنْکَ بِکَ اٰخُذُ وَبِکَ اُعْطِیْ وَبِکَ اُعْرَفُ وَبِکَ اُعَاتِبُ وَبِکَ الثَّوَابُ وَعَلَیْکَ الْعِقَابُ وَقَدْ تَکَلَّمَ فِیْہِ بَعْضُ الْعُلَمَآءِ ؛

ترجمہ:- حضرت ابی ہریرہ رضؓ کہتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جب خداوند تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا تو اس سے کہا کھڑی ہو جا وہ کھڑی ہو گئی۔ پھر اس سے کہا پشت پھیر اس نے پیٹھ پھیر لی۔ پھر اس سے کہا میری طرف منہ کر اس نے خداؔ کی طرف منہ کر لیا پھر اس سے کہا۔ بیٹھ جا۔ وہ بیٹھ گئی۔ پھر اس سے کہا میں نے کوئی ایسی مخلوق پیدا نہیں کی جو تجھ سے افضل و بہتر ہے اور خوبیوں میں تجھ سے اچھی ہو، میں تیرے ذریعہ (بندوں سے عبادت) لیتا ہوں۔ تیرے ذریعہ (بندوں کو ثواب و درجات) عطا کرتا ہوں۔ تیرے ہی سبب میں پہچانا جاتا ہوں تیرے سبب سے عتاب کرتا ہوں۔ تیرے ہی سبب ثواب دیتا ہوں اور تجھ ہی پر عذاب کرتا ہوں (بیہقی) اس حدیث میں بعض علماء نے کلام کیا ہے یعنی اس کو موضوع اور ناقابلِ اعتبار قرار دیا ہے)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَکُوْنُ مِنْ اَھْلِ الصَّلٰوۃِ وَالصَّوْمِ وَالزَّکٰوۃِ وَالْحَجِّ وَالْعُمْرَۃِ حَتّٰی ذَکَرَ سِھَامَ الْخَیْرِ کُلَّھَا وَمَا یُجْزٰی یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا بِقَدْرِ عَقْلِہٖ ؛

ترجمہ:- حضرت ابن عمر کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ایک شخص ہے جو نماز بھی پڑھتا ہے۔ روزہ بھی رکھتا ہے۔ زکوٰۃ بھی دیتا ہے۔ حج اور عمرہ بھی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اپنے تمام نیک کاموں کا ذکر کیا لیکن اس کو قیامت کے دن اس کی عقل کے موافق بدلہ دیا جائے گا۔ (بیہقی)

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا ذَرٍّ لَا عَقْلَ کَالتَّدْبِیْرِ وَلَا وَرَعَ کَالْکَفِّ وَلَا حَسَبَ کَحُسْنِ الْخُلُقِ ؛

ترجمہ:- حضرت ابوذر رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے (ان سے) فرمایا ابوذر رضؓ تدبیر کے برابر کوئی عقل نہیں ہے (یعنی عقل و تدبّر) کے مانند کوئی عقل نہیں ہے اور اجتناب و احتیاط سے زیادہ کوئی تقویٰ نہیں ہے اور خوش خلقی سے بہتر کوئی حسب نہیں ہے۔ (بیہقی)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاِقْتِصَادُ فِی النَّفَقَۃِ نِصْفُ الْمَعِیْشَۃِ وَالتَّوَدُّدُ اِلَی النَّاسِ نِصْفُ الْعَقْلِ وَحُسْنُ السُّؤَالِ نِصْفُ الْعِلْمِ رَوَی الْبَیْھَقِیُّ الْاَحَادِیْثَ الْاَرْبَعَۃَ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ ؛

ترجمہ:- حضرت ابن عمر رضؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے مصارف میں میانہ روی نصف معیشت ہے (زندگی کا آدھا سرمایہ ہے) اور انسانوں سے دوستی (یعنی نیک و صالح آدمیوں سے) نصف عقل ہے۔ اور خوبی کے ساتھ سوال کرنا حصولِ علم میں آدھا علم ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا اَدْرَکَ النَّاسُ مِنْ کَلَامِ النُّبُوَّۃِ الْاُوْلٰی اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ؛

ترجمہ:- حضرت ابن مسعود رضؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ انبیاء سابقین کے کلام میں سے جو بات لوگوں نے پائی ہے (یعنی ایسی بات جس میں تغیر و تبدل نہیں ہوا ہے یا جس کا حکم اب تک باقی ہے۔ یہ بات ہے کہ جب تو نے شرم کو اٹھا کر رکھ دیا تو اب جو تیرا دل چاہے کر۔ (بخاری)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَجُلًا شَتَمَ اَبَابَکْرٍ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ یَتَعَجَّبُ وَیَتَبَسَّمُ فَلَمَّا اَکْثَرَ رَدَّ عَلَیْہِ بَعْضَ قَوْلِہٖ فَغَضِبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَامَ فَلَحِقَہٗ اَبُوْبَکْرٍ وَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَشْتِمُنِیْ وَاَنْتَ جَالِسٌ فَلَمَّا رَدَدْتُ عَلَیْہِ بَعْضَ قَوْلِہٖ غَضِبْتَ وَقُمْتَ قَالَ کَانَ مَعَکَ مَلَکٌ یَرُدُّ عَلَیْہِ فَلَمَّا رَدَدْتَ عَلَیْہِ وَقَعَ الشَّیْطٰنُ ثُمَّ قَالَ یَا اَبَابَکْرٍ ثَلٰثٌ کُلُّھُنَّ حَقٌّ مَا مِنْ عَبْدٍ ظُلِمَ بِمَظْلِمَۃٍ فَیُغْضِیْ عَنْھَا لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ اِلَّا اَعَزَّ اللّٰہُ بِھَا نَصْرَہٗ وَمَا فَتَحَ رَجُلٌ بَابَ عَطِیَّۃٍ یُرِیْدُ بِھَا صِلَۃً اِلَّا زَادَ اللّٰہُ بِھَا کَثْرَۃً وَمَا فَتَحَ رَجُلٌ بَابَ مَسْئَلَۃٍ یُرِیْدُ بِھَا کَثْرَۃً اِلَّا زَادَ اللّٰہُ بِھَا قِلَّۃً رَوَاہُ اَحْمَدُ ؛

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلّم تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر رضؓ صدیق کو بُرا کہا۔ آپ اُس کے بُرا کہنے کو سُنتے رہے۔ تعجب کرتے تھے اور مسکراتے تھے جب اس شخص نے زیادہ بُرا کہا تو حضرت ابوبکر رضؓ نے اس کی بعض باتوں کا جواب دیا اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غصّہ آگیا اور آپؐ اٹھ کھڑے ہوئے۔ پیچھے پیچھے حضرت ابوبکر رضؓ بھی گئے۔ اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہؐ وہ شخص مجھ کو بُرا کہہ رہا تھا اور آپ تشریف فرما تھے۔ جب میں نے اس کی بعض باتوں کا جواب دیا تو آپ غضبناک ہو گئے اور اٹھ کھڑے ہوئے؟ (باقی صفحہ ۸ پر)

ہفت روزہ



لاہور

فون نمبر ۔ ۶۷۵۴۵ | ایڈیٹر مناظر حسین نظر

جلد ۹ | ۹ اگست سنہ ۶۳ء ۱۸ ربیع الاول سنہ ۸۳ھ | شمارہ ۱۴

جنگ نہ کرنے کا معاہدہ

وزیر اعظم ہند کمال عیاری سے بار بار یہ اعلان کر رہے ہیں کہ اگر پاکستان کو ہندوستان سے یہ اندیشہ ہے کہ وہ پاکستان پر حملہ کر دے گا تو اُسے دُور کرنے کی شکل یہ ہے کہ اقوام متحدہ کی نگرانی اور گارنٹی میں دونوں ممالک کے درمیان جنگ نہ کرنے کا معاہدہ ہو جانا چاہیئے۔ ان کا اس قسم کے اعلانات سے یہ مقصود ہے کہ وہ مغربی ممالک کے سامنے اپنی پاکدامنی کا ڈھنڈورا پیٹ کر انہیں فریب دے سکیں اور پاکستان کے مقابلہ میں زیادہ سے زیادہ فوجی امداد حاصل کر لیں۔ دوسرا ان کا مقصد یہ ہے کہ مغربی ممالک کی نظروں میں پاکستان کی قدر و منزلت کم ہو جائے اور وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہو جائیں کہ ہندوستان تو بڑا فرشتہ سیرت ہے۔ مگر پاکستان ہی جنگ کا خواہاں اور چین کا آلۂ کار ہے اور وہ کسی صورت میں جنگ سے درگزر کرنا نہیں چاہتا ــــ حالانکہ معاملہ اس کے قطعی برعکس ہے اور ہندوستان کا وطیرہ کچھ ایسا ہے کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور ــــ وہ مغربی ممالک کو بھی فریب دے رہا ہے اور ان سے بیش از بیش فوجی امداد حاصل کرنے میں مشغول ہے اور روس کو بھی جھانسا دے کر سامانِ جنگ بٹورنے میں مصروفِ عمل ہے

مغربی ممالک تو اس گمان پر کہ چین بھارت کو ہڑپ نہ کر لے اور کمیونزم کو ایشیا میں برتری حاصل نہ ہو جائے۔ ہندوستان کو اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتے ہیں اور بد قسمتی سے انہیں یہ بات بھی کسی نہ کسی طرح باور کرا دی گئی ہے کہ صرف بھارت ہی ایشیا کا لیڈر بننے اور کمیونزم کا مقابلہ کرنے کی صلاحیتیں رکھتا ہے اور اس کے علاوہ دوسرے ایشیائی ممالک ان صلاحیتوں سے محروم ہیں دوسری طرف روس ہے اور وہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ مغربی طاقتیں ہندوستان کو اپنے مفاد کے لئے استعمال کر رہی ہیں محض چین کو نیچا دکھانے کی غرض سے ہندوستان کو دھڑا دھڑ فوجی امداد دے رہا ہے اس طرح ہندوستان ایک طرف روس اور چین کی رقیبانہ آویزش اور سرد جنگ کا مرکزی نقطہ بن گیا ہے۔ تو دوسری طرف پاکستان سے اس کی کشیدگی میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ بہر حال خلاصہ یہ ہے کہ ہندوستان روس اور امریکہ دونوں سے بیک وقت فوجی امداد لے کر اپنی طاقت میں بیحد اضافہ کر رہا ہے اور پاکستان کو بجا طور پر اس کی بڑھتی ہوئی فوجی طاقت سے خطرہ لاحق ہے کیونکہ بھارت کے سابقہ طرز عمل کی روشنی میں اگر حالات کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات کسی سے چھپی ہوئی نہیں کہ اس نے آزادی کے حصول سے لے کر اب تک کئی ہمسایہ ممالک کے علاقے اور حقوق اپنی طاقت کے بل بوتے پر غصب کئے ہیں ــــ

چنانچہ اب کسی بھی ہمسایہ ملک کو بھارت پر کوئی اعتماد نہیں پاکستان بھارت کے تمام ہتھکنڈوں کو خوب سمجھے ہوئے ہے اور اس لئے وہ بھارت کی اس پیش کش کو کہ جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کر لیا جائے۔ ایک فریب اور سیاسی چال سے زیادہ اہمیت دینے کے لئے کسی صورت میں بھی تیار نہیں ــــ اس فریب میں فقط مغربی ممالک ہی مبتلا ہو سکتے ہیں۔ پاکستان اب کسی صورت میں بھی ان چکنی چپڑی باتوں میں آنے والا نہیں ــــ ــــ پاکستان کا موقف اس سلسلہ میں صاف اور واضح ہے۔ کہ جب تک کشمیر کا مسئلہ حل نہیں ہوتا اور کشمیری مسلمانوں کو حق خود ارادیت نہیں دیا جاتا پاکستان ہندوستان سے صلح کی کوئی بات چیت کرنے کے لئے آمادہ نہیں اور نہ اُس سے کسی قسم کا کوئی معاہدہ کرنے کے لئے تیار ہے ــــ

پھر بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ نزاع کی بنا موجود ہو ایک فریق کی پوری حق تلفی ہو رہی ہو، فریقین کے دلوں میں کدورتوں کا لاوا پرورش پا رہا ہو۔ اور وہ آپس میں جنگ نہ کرنے کا معاہدہ بھی کر لیں؟ ــــ کیا ایسا معاہدہ کسی صورت میں مؤثر ہو سکتا ہے؟ اور اس سے فریقین کسی نتیجہ پہ پہنچ سکتے ہیں؟

ہمارے خیال میں ایسا معاہدہ قطعی ناممکن العمل ہے ــــ اور پاکستان ان حالات میں اس قسم کی پیش کش کو درخور اعتنار سمجھنے کے لئے قطعی تیار نہیں ــــ

ہم بھارتی وزیر اعظم کو مشورہ دیتے ہیں۔ کہ اگر وہ واقعی اس قسم کا معاہدہ کرنے کا دلی ارادہ رکھتے ہیں اور انہیں مکمل طور پہ یہ احساس ہو گیا ہے۔ کہ ہندوستان اور پاکستان آپس کی کشیدگی کی صورت میں کسی بڑی بیرونی طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ تو انہیں جلد از جلد مسئلہ کشمیر نپٹانے کی طرف توجہ فرمانی چاہیئے ــــ اور اس حقیقت کو فراموش نہ کرنا چاہیئے ــــ کہ پاکستان اس مسئلہ کو اپنی بقاء و زیست کا مسئلہ سمجھتا ہے۔ اور وہ اس سے کسی حالت میں بھی دستبردار ہونے کو تیار نہیں ــــ

ضروری اعلان

۱۔ ایجنٹ حضرات کی خدمت میں بل جولائی سنہ ۶۳ء پہنچ چکے ہونگے ادائیگی فی الفور کر دیں۔ رقوم کی ادائیگی میں تاخیر ہرگز نہ فرمائیں ــــ

۲۔ خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ورنہ تعمیل ارشاد نہ ہو سکے گی پرچہ نہ ملنے کی شکایت کا ازالہ بلا تاخیر کر دیا جاتا ہے۔ تحریری جواب کا انتظار نہ فرمائیں۔

۳۔ خریداران حضرات سے گزارش ہے کہ سرخ نشان دیکھنے کے بعد چندہ فوراً ادا فرمائیں ورنہ پرچہ جاری نہ رہ سکے گا۔

مجلس ذکر بروز جمعرات یکم اگست ۱۹۶۳ء ——— ۱۰ ربیع الاول ۱۳۸۳ھ

اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایک مسلمان کا سرمایہ حیات ہے

مرتبہ: [illegible]

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

لاہور کے درو دیوار شاہد ہیں، میلاد کی محفلیں، مجالس اور جلسے گواہی دے رہے ہیں کہ یہ مہینہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے اور کائنات ہستی کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازنے کا مہینہ ہے ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائی جلوس نکال کر اور راستوں کو جھنڈیوں سے آراستہ وپیراستہ کرکے بارگاہِ رسالت میں ہدیۂ عقیدت پیش کر رہے ہیں۔ گلی کوچے، سربفلک مینار، اونچی اونچی عمارتیں، عام مکانات اور لاہور کی تمام سڑکیں قمقموں کی روشنی سے بقعۂ نور بنی ہوئی ہیں۔ لیکن کاش جس طرح فضا بجلی کے ہنڈوں اور قمقموں سے روشن ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کے دلوں کے قمقمے بھی روشن ہوتے اور ان کے قلب کی دنیا بھی عرفانِ الٰہی اور سنتِ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کے نور سے منور ہوتی ——— درحقیقت مسلمان کی تو شان ہی ... یہ ہے کہ وہ زندگی کے ہر گوشے میں سنت حبیب کبریا جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تابعدار ہو ——— اُس کا اُٹھنا بیٹھنا، سونا، جاگنا، چلنا پھرنا اور سب معاملات کا طے پانا اللہ کے حکم اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہو ——— ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ سیرتِ اسلامی کا مظہر اور سیرت نبی کریم علیہا الصلوٰۃ والتسلیم کا آئینہ دار ہو۔ لیکن افسوس کہ آج معاملہ کچھ ایسا ہو گیا ہے "مسلمانی درکتاب و مسلماناں درگور" کا منظر اپنی مکمل صورت میں ہمارے سامنے ہے اور حقیقت یہ ہے کہ آج کے مسلمان صرف نام کے مسلمان رہ گئے ہیں کام کے نہیں ——— کام کے مسلمان صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔ ان کا زمانہ خیر و برکت کا زمانہ تھا۔ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کی رحمتِ بے پایاں کے کامل ظہور کا زمانہ تھا۔ انہوں نے رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا، ان کی سنت کے انوار کو اپنے دلوں، دماغوں اور اعمال کی دنیا میں سمویا تھا۔ اور وہ کائنات انسانی کے اس دور میں پروان چڑھے تھے جسے حق تعالےٰ شانہٗ کے آخری پیغامبر سید الانبیا والرسل رحمت دو عالم جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے "خیر القرون" کے نام سے یاد کیا ہے ——— حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ———

خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ

سب سے بہتر زمانہ، رحمت حق کی موسلا دھار بارش کا زمانہ اور اللہ عز و جل کے احسانات بے پایاں کا زمانہ صرف میرا زمانہ ہے اور اس کے بعد جوں جوں زمانہ گزرتا جائے گا اور وقت اپنی مسافت طے کرتا رہے گا وقت کے ساتھ ساتھ خیر و برکت کم ہوتی جائے گی اور گمراہی وضلالت اس کی جگہ لیتی چلی جائے گی ——— چنانچہ آج پونے چودہ سو برس گزرنے کے بعد ہم دیکھ رہے ہیں کہ خیر و برکت حد سے زیادہ کم ہو چکی ہے، بے حیائی، بے دینی عریانی، بدمعاشی، رنڈی بازی، سینما بینی، اور عیاشی دن بدن بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے ہم بڑے بوڑھوں سے روز سنتے ہیں کہ آج سے سو سال پہلے اس قدر بے حیائی اور بدمعاشی وغیرہ قطعاً نہیں پائی جاتی تھی جس قدر آج کل ہے اور میرا یقین ہے کہ مستقبل میں حالت بد سے بدتر ہوتی چلی جائے گی ———

کیا آپ دیکھتے نہیں کہ اس دور میں بدی کو فروغ حاصل ہے، بے حیائی عروج پر ہے اور اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے احکامات سے روگردانی اپنی انتہا پر ہے؟ کہیں حدیث کا انکار ہو رہا ہے، کہیں من گھڑت رسومات اور بدعات نے ڈیرے جما رکھے ہیں۔ کہیں دین کے نام پر بے دینی جڑ پکڑ رہی ہے۔ اور کہیں صحابہ و اسلاف کی بے حرمتی کی جا رہی ہے۔ اور کہا یہ جاتا ہے کہ ان سب برائیوں کا بیج انگریز بدبخت نے بویا تھا ——— میں یہ مانتا ہوں کہ ان قبائح کو جنم دینے اور انہیں پروان چڑھانے میں انگریز کا پورا عمل دخل ہے۔ لیکن آج تو انگریز اس ملک سے اپنا پشتارا اٹھا کر رخصت ہو چکا ہے۔

اب ان برائیوں، بے دینی اور من گھڑت رسومات کو فروغ کون دے رہا ہے؟ چکلے کن کے دم قدم سے آباد ہیں۔ اور سینما بینی کے شکار کون ہیں؟ بدمعاشی کے اڈے کن کی وجہ سے آباد ہیں۔ اور ہر طرف پھیلی ہوئی بے دینی کا ذمہ دار آپ کسے ٹھہرا سکتے ہیں؟ جواب سیدھا سادھا اور صاف ہے کہ اس تمام لادینیت کے ذمہ دار اس وقت صرف اور صرف نام نہاد مسلمان ہیں مگر حالت یہ ہو چکی ہے ؎

کارِ بد تو خود کریں لعنت کریں شیطان پر

یاد رکھو! اگر مسلمان خود چاہیں کہ وہ صحیح معنوں میں مسلمان بنیں تو کوئی نہیں جو انہیں اس نیک ارادے سے باز رکھ سکے ——— کسی ماں نے دنیا میں کوئی ایسا بیٹا ہی نہیں جنا جو ایک باایمان شخص کو حضور علیہ السلام کی سیرت اور اخلاق و عادات کو اپنانے سے روک سکے اور اسلام پر عمل پیرا ہونے کی راہ میں حائل ہو سکے ———

مگر قصور محض مسلمانوں کا ہے وہی نہیں چاہتے کہ صحیح معنوں میں مسلمان بنیں۔ اور اس کی وجہ صرف اتنی ہے کہ مسلمانوں میں عملی قوت معدوم ہو چکی ہے اور زبانی جمع خرچ حد سے زیادہ بڑھ چکا ہے ——— باتیں زیادہ کرتے ہیں اور کام نام کو بھی نہیں کرتے ——— یہی عید میلاد النبیؐ کی تقریبات کو لے لیجئے! مسلمان بظاہر کس قدر عقیدت کا مظاہرہ رحمت دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے کر رہے ہیں۔ مگر کیا یہی عقیدت انہیں عمل کی طرف راغب نہیں کر سکتی؟ اور اگر کر سکتی ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام اور سنت نبی کریم علیہ السلام کیوں ان کی زندگیوں سے خارج ہو چکے ہیں۔ پھر کیا حضور علیہ السلام کی یاد یہی ہے کہ انہیں سال میں ایک مرتبہ یا مسلسل ایک مہینہ تک یاد کر لیا جائے اور باقی تمام سال اپنی من مانی کارروائیوں میں گزارا جائے؟

باقی بر صفحہ ۱۶

خطبۃ الجمعہ ۷ ا ربیع الاول ۱۳۸۳ھ مطابق ۲ راگست ۱۹۶۳ء

صاحبِ خلقِ عظیم صلی اللہ علیہ وسلم

— ۲ —

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ و کفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی
اما بعد!
انک لعلٰی خلق عظیم ۔

بزرگان محترم!

گزشتہ جمعہ اسی عنوان کے تحت کچھ معروضات آپ حضرات کی خدمت میں پیش کی گئی تھیں اور واضح کیا گیا تھا کہ کسی شخصیت سے محبت کے لئے ضروری ہے کہ اس میں حسن اور احسان کی دو خوبیاں ضرور پائی جاتی ہوں ۔ چنانچہ اسی ضمن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کے متعلق غیر مسلموں اور مستشرقین یورپ کے کچھ اقوال بھی پیش کئے گئے تھے لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات اس قدر بلند مرتبت اور رفیع الشان ہے کہ آپ کا مرتبہ وشان صرف حق تعالٰے شانہٗ ہی بیان کر سکتے ہیں ۔ بشر میں یہ تاب و تواں نہیں کہ وہ آپ کی عظمت شان بیان کر سکے ——

اسی لئے غالب مرحوم نے فرمایا تھا ؎

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذات پاک مرتبہ دان محمدؐ است

مگر پھر بھی مختلف لوگوں اور بڑی بڑی شخصیتوں نے حضور علیہ السلام کی بارگاہِ عالیہ میں اپنی اپنی بساط کے مطابق ہدیہ عقیدت پیش کرکے اپنے دامن مراد کو بھرنے کی کوشش کی ہے ۔ اور اس سلسلے میں اگر صرف غیر مسلموں اور مستشرقین یورپ ہی کے اقوال میں پیش کرتا چلا جاؤں تو ایک مستقل اور جداگانہ دفتر تیار ہو سکتا ہے ۔ لیکن ان میں سے مشتے از خروارے کے مصداق گزشتہ جمعہ کچھ اقوال پیش کئے گئے تاکہ پتہ چل سکے کہ صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ غیر مسلم بھی اس در پہ جبہ سائی میں برابر کے شریک ہیں اور ان میں اور ہم میں فرق صرف اطاعت اور دولت ایمان کا ہے ۔ ورنہ جہاں تک حضور علیہ السلام کے اخلاق حمیدہ اور تعلیمات کا تعلق ہے وہ بھی اس کے قائل ہیں کہ آپ کا اسوۂ حسنہ کائنات میں بے مثال اور انسانیت کے لئے روشن ترین مشعل ہدایت ہے ——

اب آج کی صحبت میں غلامان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر اور واقعات کی روشنی میں ... حضور علیہ السلام کے حسن خلق اور احسان میں سے کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں ——

حسن و جمال مصطفوی ؐ

حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چودھویں رات کے چاند میں دیکھا ۔ آپ کے اوپر سرخ رنگ کا حُلہ تھا پس میں آپ کی طرف بھی دیکھتا اور چودھویں کے چاند کی طرف بھی ۔ لیکن بخدا آپ مجھے حسن و جمال میں چودھویں کے چاند سے کہیں زیادہ حسین نظر آتے تھے ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں :—

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احسن الناس خلقا ولا مسست خزًّا ولا حریرًا ولا شیئًا کان الین من کف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا شممت مسکًا قط ولا عطرًا کان اطیب من عرق النبی صلی اللہ علیہ وسلم
(شمائل ترمذی)

ترجمہ ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش خلقی میں سب لوگوں سے بڑھے ہوئے تھے ۔ میں نے ریشم کا دبیز یا باریک کپڑا یا اور کوئی شے ایسی نہیں چھوئی جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو ۔ میں نے کبھی کوئی کستوری یا کوئی عطر ایسا نہیں سونگھا جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پسینہ سے زیادہ خوشبو والا ہو ——

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تلوار جیسا چمکیلا تھا ۔ تو وہ بول اٹھے ۔

لا بل کان مثل الشمس والقمر

نہیں نہیں حضور کا چہرہ تو آفتاب و ماہتاب جیسا تھا ۔

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا رنگ سفید اور روشن تھا ۔ پسینہ کی بوند حضورؐ کے چہرہ پہ ایسی نظر آتی تھی جیسے موتی ——

حضرت علی رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی یکایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آجاتا وہ ڈہل جاتا ۔ جو پہچان کر پاس آبیٹھتا ۔ وہ شیدا ہو جاتا اور دیکھنے والا کہا کرتا کہ میں نے حضور جیسا کوئی بھی اس سے پہلے یا پیچھے نہیں دیکھا ——

ربیع بنت معوذ صحابیہ ہیں ۔ ان سے عمار بن یاسر رضی اللہ تعالٰے عنہ کے پوتے نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا کچھ حلیہ بیان فرمایئے ۔ تو انہوں نے فرمایا ۔

لو رایتہ رأیت الشمس طالعۃً

اگر تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیتا تو سمجھتا کہ سورج نکل آیا ہے ——

مقصد سے عشق اور بے غرضی

ایک مرتبہ کفار مکہ کا ایک مجمع جناب ابو طالب کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ کے بھتیجے نے ہمارے بتوں کو برا بھلا کہا ہے اور ان کی تکذیب کی ہے ۔ پس یا تو آپ انہیں اس کام سے باز رکھیں یا انہیں ہمارے سپرد کر دیں ۔ ان لوگوں کو ابو طالب نے نہایت مدارات اور نرمی کے ساتھ واپس کر دیا لیکن بارِ دگر یہ مجمع پھر حاضر ہوا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شکایت پیش کی تو جناب ابو طالب نے حضور علیہ السلام سے کہا " مجھ پر اور اپنی جان پہ رحم کرو اور مجھ پر وہ بار نہ رکھو جس کی مجھ میں طاقت برداشت نہیں " (یعنی بتوں کی مخالفت نہ کرو اور توحید کے پرچار سے باز آجاؤ ۔ حضورؐ نے فرمایا " اے میرے چچا ! اگر یہ لوگ آفتاب کو میرے داہنے ہاتھ میں اور ماہتاب کو میرے بائیں ہاتھ میں رکھ دیں اور مجھے تبلیغ ترک کرنے کو کہیں تو میں یقیناً باز نہ آؤں گا جب تک خدا کا دین ظاہر نہ ہو یا میں اس کوشش میں ہلاک نہ ہو جاؤں ؎

یا تن رسد بجاناں یا جان ز تن بر آید ۔

صبر و حلم

صبر و حلم میں بھی آپ اپنا نظیر و مثیل نہ رکھتے تھے ــــ شفاء عیاض میں مرقوم ہے کہ ایک روز ایک یہودی زید بن سعنہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا قرض مانگنے آیا ــ آتے ہی چادر آپ کے شانہ مبارک سے اتار لی اور گریبان پکڑ کر جوش میں بکنے لگا کہ عبدالمطلب کے خاندان والے بڑے نادہند ہوتے ہیں ـ میرا قرضہ دلواؤ۔ اس گستاخی پر حضرت فاروق اعظم کو تاب نہ رہی ـ غصہ میں سرخ ہو گئے اور اسے پوری شدت و سختی سے ڈانٹ بتائی ــــ اور اگرچہ اس یہودی کی گرفت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گلہ گھٹنے لگا تھا آپ کے قلب پر ذرہ برابر بار نہ گزرا اور ہنسنے لگے اور فرمایا "عمر! تمہیں لازم تھا کہ اس سے سخت برتاؤ نہ کرتے ـ آخر میں اس کا قرضدار ہوں ــــ تم مجھے حسن ادائیگی کے لئے کہتے اور اسے حسن تقاضا کے لئے ــــ" پھر زید کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا "ابھی تو یوم وعدہ میں تین روز باقی ہیں" پھر سیدنا عمرؓ سے کہا "اچھا اس کا قرضہ پہلے ہی ادا کر دو ــ بیس صاع زیادہ دینا کہ تم نے اسے ڈرایا دھمکایا ہے"ــــ

عفو و کرم

عمر بن وہب حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا جانی دشمن تھا ـ ایک مرتبہ اس نے اپنی تلوار زہر میں بجھائی اور آپ کو شہید کر دینے کی نیت سے مدینہ آیا ــــ کسی طرح بھید کھل گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کے ٹکڑے اڑا دینے چاہئیں لیکن آپ نے اُسے اپنے دامن رحمت میں چھپا لیا ــــ اور بالکل معاف کر دیا ـ جس پر وہ وہیں مسلمان ہو گیا ــــ

اسی طرح فتح مکہ کے دن اپنے بدترین دشمنوں کو معاف کرنا، ابوسفیان کے گھر میں پناہ لینے والے کو بھی امان دینا اور ...... لا تثریب علیکم الیوم کا اعلان کرنا آپ کے عفو و درگزر کی بے مثال یادگاریں ہیں

کعب بن زہیر اپنے عہد کا زبردست شاعر تھا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہجو میں ناپاک شعر لکھتا اور مجلسوں میں علانیہ سناتا ــــ اس کی معاندت کی بنا پر اس کے قتل کا فتویٰ دے دیا گیا ـ فتح مکہ پر یہ ڈرا اور کہیں روپوش ہو گیا ـ اس کا بھائی مسلمان ہو گیا ـ اُس نے سمجھایا تو اُس نے جل کر اور توہین آمیز شعر کہے جس سے مسلمان اس کے پہلے سے بھی زیادہ دشمن ہو گئے ــــ جب جان بری مشکل نظر آئی تو ایک دوست کے مشورہ سے یہ اجنبی بن کر دربار نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کعب امان مانگنے آیا ہے کیا حضور اسے بخش دیں گے ـ یہاں عفو و درگزر کا ایک سمندر موجیں مار رہا تھا ـ یہ بات ہی کیا تھی اثبات میں جواب ملا ـ کعب بول اٹھا کہ کعب اسی گناہگار کا نام ہے ـ اسی وقت کلمہ پڑھا اور مؤدب کھڑے ہو کر ایک نعتیہ قصیدہ پڑھنا شروع کر دیا ــــ آپ نے مسرور ہو کر اپنی چادر کعب کو اڑھا دی ــــ یہ چادر بعد میں بیس ہزار درہم میں اس کے وارثوں سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خریدی ــــ اس کے بعد بنو امیہ اور بنو عباس میں ہوتی ہوئی ترکوں کے پاس پہنچی اور سنا ہے کہ اب تک قسطنطنیہ کے خزانۂ تبرکات میں موجود ہے۔

صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی آیا ـ حضورؐ کی چادر کو زور سے کھینچا ـ چادر کا کنارہ حضور علیہ السلام کی گردن میں کھب گیا اور نشان پڑ گیا ـ پھر وہ اعرابی بولا "محمد! میرے یہ دو اونٹ ہیں ـ ان کی لاد کا کچھ سامان مجھے بھی دو ـ کیونکہ جو مال تیرے پاس ہے نہ تیرا ہے نہ تیرے باپ کا ہے"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر چپ سے کر گئے پھر فرمایا "مال تو اللہ کا ہے اور میں اس کا بندہ ہوں اور ہاں یہ تو بتاؤ جو برتاؤ تم نے مجھ سے کیا تم اس پر ڈرتے نہیں ہو؟"

اعرابی بولا "نہیں" پوچھا "کیوں" "اعرابی" مجھے معلوم ہے کہ تم برائی کے بدلے برائی نہیں کیا کرتے ہو"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیئے اور حکم دیا کہ ایک اونٹ کے بوجھ کے جو اور ایک اونٹ کے بوجھ کی کھجوریں اس اعرابی کو دی جائیں

ابوسفیان بن حرب اُموی وہ شخص تھا جس نے ...... احد اور احزاب وغیرہ میں حضور علیہ السلام پر فوج کشی کی تھی ــــ وہ اسلام لانے سے قبل جنگ کے دوران گرفتار ہو گیا ـ حضورؐ نے نہایت مہربانی سے اس سے کلام فرمایا ــــ

"افسوس ابوسفیان! ابھی وقت نہیں آیا کہ تم اتنی بات سمجھ جاؤ کہ خدا کے سوا اور کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں ہے؟"

ابوسفیان بولا :ـ میرے ماں باپ حضورؐ پر قربان آپ کتنے بردبار کتنے قرابت کا حق ادا کرنے والے اور دشمنوں پر کس قدر عفو و کرم کرنے والے ہیں ــــ"

غرضیکہ سینکڑوں ہی نہیں ہزاروں واقعات آپ کے صبر و حلم اور عفو و کرم کے کتابوں میں بھرے پڑے ہیں ــ

جود و سخا

جنگ حنین میں چھ ہزار قیدی، چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بکریاں، چار ہزار چھٹانک چاندی غنیمت میں حاصل ہوئی ـ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک چیز کو بھی نہیں چھوا گھر سے جس خیر و برکت کے ساتھ تشریف لائے تھے اُسی طرح واپس گئے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ــــ

ما ترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دینارًا ولا درھمًا ولا شاۃً ولا بعیرًا ولا اوصی بشیءٍ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے بعد کوئی سکہ چاندی یا سونے کا یا بکری یا اونٹ دنیا میں نہیں چھوڑا اور نہ کسی شے کی بابت وصیت ہی فرمائی۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ـ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ... مسلمان قرض چھوڑ کر مرے گا اس کا قرض میں ادا کروں گا اور جو مسلمان ورثہ چھوڑ کر مرے گا اُسے اس کے وارث سنبھالیں گے ــــ

چنانچہ اگر احادیث کے ذخیرہ پر نظر دوڑائی جائے اور سیرت کے اوراق کا مطالعہ کیا جائے تو صاف پتہ چلے گا ـ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بخشش کا یہ عالم تھا کہ حضور علیہ السلام نے کبھی کسی سائل کے سوال کو رد نہیں فرمایا ـ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق حضور صلے اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان کے مہینہ میں تو یہ سخاوت اور بھی بڑھ جاتی تھی اور یہ وصف حضور علیہ السلام میں نبوت سے قبل بھی موجود تھا ـ اسی لئے حضورؐ علیہ السلام کو اجود الناس بالخیر کہتے ہیں

حضورؐ کی فصاحت و بلاغت

حضور علیہ السلام کا دعویٰ تھا کہ میں سب سے زیادہ فصیح و بلیغ ہوں اور اس دعوےٰ کو قبائل عرب نے بالاتفاق تسلیم کر لیا تھا عرب کے جو مشہور خطیب اور زبان آور تھے ان کے سارے کارنامے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم

شراب نوشی اور اسلام

قسط (۲)

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب مفتی دارالافتاء دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک پشاور

(۱) شراب کا پہلا دور

قرآن مجید کے طرز بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شراب کا پہلا دور وہ تھا۔ جس میں شراب کے استعمال کی عام اجازت تھی اور کوئی پابندی اس پر شریعت کی طرف سے عائد نہیں تھی۔ اسی بنا پر اس کے استعمال پر کسی کو سرزنش بھی نہیں ہو رہی تھی ــــ اس دور میں شراب اللہ تعالے کی طرف سے ایک نعمت سمجھی جاتی تھی۔ اور اسی دور میں قرآن مجید کی درج ذیل آیت میں اس کا ذکر بطور انعام اور ایک نعمت الٰہی کے کیا گیا ہے

ومن ثمرات النخیل والاعناب تتخذون منہ سکرا ورزقا حسنا۔ الآیۃ

تم پر خدا کے انعامات اور احسانات میں سے ایک یہ ہے کہ) تم کھجور کے میووں اور انگور سے اپنے لئے شراب اور عمدہ رزق بناتے ہو"

اس دور میں چونکہ شراب حلال تھی۔ اس بنا پر مسلم سوسائٹی میں اس کا آزادانہ استعمال کیا جاتا تھا۔ کیونکہ زمانہ جاہلیت کی اباحت کے خلاف اس بارے میں کوئی امتناعی حکم تاحال نازل نہیں ہوا تھا۔ تو دوسری مباح اشیاء کی طرح اس کا بھی اباحت کے عام تصور سے استعمال کیا جاتا تھا اور کوئی پابندی اس پر عائد نہیں تھی ــــ چنانچہ اسی دور کے واقعات میں یہ چیز بھی امر واقعہ کی حیثیت سے مسلم مانی جاتی ہے۔ کہ صحابہ رض کرام بھی اس کو عام طور پر استعمال کرتے تھے اور یہ استعمال حالات اور اوقات کی قیود سے آزاد تھا۔ اس کے لئے نہ کوئی خاص وقت مقرر تھا اور اور نہ کوئی حالات مخصوص تھے۔ جس وقت اور جس حالت میں لوگ اُسے استعمال کرنا چاہتے تو استعمال کر سکتے تھے اور کوئی سرزنش اس پر کسی کو نہیں مل رہی تھی۔

۲۔ دوسرا دور

لیکن چونکہ شراب کی فطرت میں سکر اور نشہ داخل ہے اور سکر و نشہ کی حالت میں انسان سے ایسی حرکات سرزد ہو سکتی ہیں۔ جن سے دین کی بنیاد متزلزل ہو کر اہل معاشرہ لرزہ براندام ہو جائیں۔ نیز شراب نوشی میں اکثریت کے مبتلا ہونے اور دائمی استعمال کرنے سے ہر وقت یہ بھی قوی اندیشہ رہتا ہے۔ کہ مجموعی لحاظ سے معاشرے کی حالت اس حد تک خراب ہو جائے کہ پھر وہ کسی دینی خدمت کی انجام دہی کے لئے قابل ہی نہ رہے اور نہ دنیوی امور اور تنظیمی فرائض کو سلیقہ سے بجا لاسکے نیز شراب نوشی کے عمومی استعمال سے یہ بھی مضبوط خطرہ ہر وقت رہتا ہے کہ دین کے وہ ضروری اعمال اور اہم فرائض مختل ہوتے شروع ہو جائیں جن پر دین کی عمارت استوار کی جا سکتی ہے ــــ چنانچہ اسی دور کا ایک واقعہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کسی دعوت کی تقریب میں شرکت کرنے کے بعد شراب پی کر مغرب کی نماز پڑھانی شروع کر دی۔ چونکہ تازہ شراب پینے سے سکر کی حالت پیدا ہو چکی تھی اور شراب کا اثر ابھی زائل نہ ہوا تھا۔ اس لئے قرأت میں اُن سے ایسی فرو گذاشتیں ہوئیں۔ جن سے نماز کا فاسد ہونا امر یقینی تھا۔ لہذا ضرورت تھی کہ نماز کے اوقات میں شراب نوشی پر پابندی عائد کی جائے تاکہ دین کے اس بنیادی عمل میں خلل واقع نہ ہونے پائے۔ یہاں سے دوسرے دور کی ابتداء ہوئی۔ چنانچہ مندرجہ بالا واقعہ کے متعلق درج ذیل آیت کریمہ نازل ہوئی اور نماز کے اوقات میں شراب کا استعمال ممنوع قرار دے دیا گیا:۔

یاایہا الذین امنوا لاتقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ حتی تعلموا ماتقولون۔ الآیۃ

"اے ایمان والو! سکر اور نشے کی حالت میں نماز نہ پڑھو۔ جب تک تمہیں یہ معلوم نہ ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو"۔ (النساء)

ابوداؤد میں یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ حضرت علی رض کی زبانی اس طرح نقل کیا گیا ہے۔

عن علی بن ابی طالب ان رجلا من الانصار دعاہ وعبد الرحمٰن بن عوف فسقاہما قبل ان تحرم الخمر فامّہا علی فی المغرب فقرأ قل یاایہا الکافرون فخلط فیہا فنزلت لاتقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ حتی تعلموا ماتقولون الآیۃ (کتاب الاشربۃ ج ۲ ص ۱۶۵)

"حضرت علی رض بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ مجھے اور عبدالرحمٰن ابن عوف کو ایک انصاری شخص نے اپنی ایک دعوت میں شراب پلائی دراں حالیکہ شراب ابھی تک حرام نہیں کی گئی تھی۔ شراب پی کر میں نے مغرب کی نماز پڑھائی شروع کر دی اور قل یا ایہا الکافرون کی تلاوت کی۔ اس میں سکر کی وجہ سے غلطی ہوئی اس پر آیت نازل ہوئی کہ مسلمانو! تم ایسی حالت میں نماز نہ پڑھو جس میں تم سکر اور نشہ میں ہو۔ تاوقتیکہ تمہیں یہ علم حاصل نہ ہو کہ تم نماز میں کیا کہہ رہے ہو"

اس آیت کے نزول کے بعد نماز کے اوقات کے علاوہ دوسرے اوقات میں شراب کا استعمال بدستور جائز رہا۔ صرف نماز کے اوقات میں ممنوع قرار پایا۔ اس ممانعت کا مطلب یہ تھا کہ یا نماز کے اوقات میں شراب کا استعمال ہی نہ کیا جائے۔ یا پھر نشے کی حالت میں نماز نہ پڑھی جائے۔ کیونکہ اس سے سکر کا پیدا ہونا لازمی ہے اور سکر کی حالت میں مندرجہ بالا آیت کریمہ کی رُو سے نماز پڑھنے کی اجازت باقی نہیں رہی تھی۔ اس کے بعد نماز کے اوقات میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ رہا۔ کہ جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے۔ تو اعلان عام فرماتے کہ جو لوگ سکر اور نشہ کی حالت میں ہوں۔ وہ ہرگز نماز نہ پڑھیں۔" ابوداؤد میں آپ کے اس معمول کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے:۔

فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقیمت الصلوٰۃ ینادی الا لایقربن الصلوٰۃ سکران۔ (ص ۱۶۵ ج ۲)

(یعنی آنحضور کا معمول تھا کہ جب نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ تو اعلان عام فرماتے۔ کہ جو لوگ سکر اور نشے میں ہوں۔ وہ ہرگز نماز نہ پڑھیں"

یہ وہ پہلا دور تھا۔ جس میں تحریم شراب کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ پھر بتدریج وہ عمارت مکمل ہوتی گئی۔ جو اس بنیاد پر اٹھائی گئی تھی۔ یہاں تک کہ وہ دور بھی آگیا۔ جس میں ہمیشہ کے لئے تاقیامت شراب نوشی کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ اور ہمیشہ کے لئے شراب حرام کر دی گئی۔ چنانچہ عنقریب تیسرے دور میں اس کا ذکر آئے گا

۳۔ تیسرا دور

یہ حقیقت بجائے خود مسلّم ہے کہ شراب اپنی فطرت کے لحاظ سے نہ صرف یہ کہ فساد اور خباثت پر مشتمل ہے۔ بلکہ دوسرے بے شمار فسادات کے لئے بھی یہ پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث نبویہ میں اس کو اُم الخبائث کہا گیا ہے۔ کیونکہ فواحش و منکرات اور دوسرے قسم کے مختلف فسادات اور خباثتوں سے بچنے کے لئے انسان کے پاس اگر کوئی مفید ہتھیار اور

کامیاب السحر ہے، تو صرف عقل سلیم کا ہتھیار ہے اور ظاہر ہے کہ شراب کے استعمال سے عقل کا جوہر اپنی اصلی حالت پر باقی نہیں رہ سکتا۔ بلکہ قوئ عقلیہ یقینی طور پر شراب کے استعمال سے بیکار اور معطل پڑ جاتی ہیں اور نظام عقل درہم برہم ہو کے رہتا ہے۔ ایسی حالت میں انسان کی تمام حیوانی اور بہیمی قوتیں یکدم برانگیختہ ہو کر تغلب کی صورت اختیار کر جاتی ہیں۔ اور ملکیت بھر ختم یا انتہائی کمزور پڑ جاتی ہے۔ پھر یہ حیوانی قوتیں اپنے پورے لاؤ لشکر کے ساتھ انسان پر حملہ آور ہو جاتی ہیں۔ اور انسان کو گمراہی، اور تباہی کے راستہ پر ڈال دیتی ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ

انسان پر جب بہیمیت اور حیوانیت اس قدر...... غالب آ جائے۔ کہ اس سے ملکیت یا بالکل ختم ہو جائے یا انتہائی کمزور پڑ جائے تو انسان میں پھر انسانیت اور شرافت کی تمام رعنائیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ اور انسان، انسانیت نما حیوان، بلکہ ایک درندہ بن کر رہتا ہے۔ ایسے افراد پر مشتمل معاشرہ انسانیت کی تو یقیناً خدمت نہیں کر سکتا۔ البتہ حیوانیت اور بہیمیت کی خدمات اچھی طرح انجام دے سکتا ہے اس بنا پر شراب کا استعمال اگرچہ اوقات نماز میں قانوناً ممنوع تھا مگر دوسرے اوقات میں اس کے آزادانہ استعمال سے بہت سی خرابیوں اور مفاسد کا دروازہ کھل سکتا تھا جس سے پورے اسلامی معاشرے میں فساد عظیم کا رونما ہونا ایک یقینی امر تھا۔ چنانچہ عام مجالس اور خصوصی صحبتوں میں اس کے استعمال سے چند ایسے مفاسد واقعات کی صورت میں رونما ہوئے جن کی وجہ سے بعض لوگ شراب کے بارے میں صاف حکم معلوم کرنے کے لئے بارگاہِ رسالت سے استفسار کرنے پر مجبور ہوئے۔ اور ایک پاکیزہ معاشرہ میں ان واقعات کے ظہور سے خود بخود یہ رجحان پیدا ہو گیا۔ کہ شراب نوشی کے متعلق حکم امتناعی ایک قطعی فیصلے کی صورت میں نازل ہو جائے۔ اس بنا پر بعض لوگ اس غرض کے لئے دربار نبویؐ میں حاضر ہوئے اور حضورؐ نے یہ دعا مانگی کہ:۔

اللھم بین لنا فی الخمر بیانا شافیا

اے خدا۔ شراب کے بارے میں کوئی تسلی بخش اور صاف حکم نازل فرما"۔۔۔ یہاں سے شراب نوشی کے تیسرے دور کی ابتدا ہوئی۔ چنانچہ اس کے مضر اور مفید دونوں قسم کی حیثیتوں کو واضح کرنے کے لئے درج ذیل آیت کریمہ نازل ہوئی اور نقصان کو نفع کی بہ نسبت بہت بھاری بتلا دیا گیا

ویسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما

"شراب اور جوئے کے بارے میں لوگ تم سے پوچھ رہے ہیں۔ آپ انہیں یہ جواب دیجئے کہ دونوں میں لوگوں کے لئے گناہ عظیم بھی ہے اور چند فائدے بھی۔ مگر فائدے کی بہ نسبت گناہ بہت بھاری ہے۔"

مطلب یہ ہے کہ فوری طور پر اگرچہ شراب نوشی میں کچھ لذت حاصل ہوتی ہے اسی طرح جوئے میں بھی چند ٹکے کسی محنت کے بغیر ہاتھ آ جاتے ہیں۔ مگر اس حقیر منفعت اور عارضی ناپائیدار فائدے میں ایک عاقل اور شریف الطبع انسان کے لئے وہ جذب اور کشش اصلا نہیں پائی جاتی۔ جس کی وجہ سے اس عارضی اور حقیر منفعت کو شراب نوشی کے نقصانات پر ترجیح دی جا سکے۔۔۔ آخر کون ذی عقل انسان ایسا ہوگا۔ جو اس بات سے انکار کرے گا۔ کہ شراب نوشی، اور قمار بازی میں وہ سارے مفاسد مضمر ہیں۔ جو شرافت، انسانیت اور اخلاق سب کے لئے تباہ کن اور پاکیزہ معاشرے کے لئے زہر قاتل کی حیثیت رکھتے ہیں؟۔ غور کیا جائے تو بآسانی یہ معلوم کیا جا سکتا ہے۔ کہ قتل، زنا، قومی و خاندانی جھگڑوں۔ اور دوسرے بے شمار فسادات کے لئے سرچشمے یہی قمار بازی۔ اور شراب نوشی ہیں۔ آئے دن ہم دیکھتے ہیں کہ چوری، ڈاکہ زنی قتل اور اغوا کی وارداتیں سب اسی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اسی سے بے حیائی وبائے عام کی طرح پھیل رہی ہے۔ اور اسی سے معاشی اور معاشرتی دونوں قسم کی زندگیاں تباہ ہو جاتی ہیں تو کیا اس کے بعد بھی اس حقیقت میں کوئی خفا باقی رہ سکتا ہے۔ کہ شراب نوشی۔ اور قمار بازی میں نفع کی بہ نسبت نقصان بہت زیادہ ہے؟ اسی لئے فرمایا گیا کہ:۔ واثمھما اکبر من نفعھما "دونوں کا گناہ، نفع کے مقابلے میں بہت بڑا ہے"۔

قرآن کریم کے اندر بیان سے اگرچہ یہ حقیقت تو بالکل واضح ہو گئی کہ شراب نوشی میں اگرچہ نفع بھی ہے اور نقصان بھی۔ مگر نفع کے مقابلے میں نقصان زیادہ ہے۔ لیکن پھر بھی چونکہ آیت کریمہ میں شراب کے بارے میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں پایا جاتا۔ اس لئے آیت مذکور نازل ہو جانے کے بعد بھی بعض لوگ نفع کی جہت کو دیکھ کر شراب کا استعمال بدستور جاری رکھتے رہے۔ اور شراب نوشی کے عمل سے معاشرہ قطعی طور پر پاک نہ ہو سکا بلکہ اس کا کچھ رواج اب بھی بدستور باقی رہا۔ چنانچہ اسی دور کا ایک واقعہ ہے۔

"کہ عتبانؓ بن مالک نے سعدؓ بن ابی وقاص۔ اور چند دوسرے صحابہؓ کو مدعو کر کے دعوت میں انہیں شراب پلائی۔ جب ان پر سکر اور نشے کی حالت طاری ہوئی تو مجمع میں سے ایک صاحب نے وہ اشعار پڑھنے شروع کر دیئے جو ان کے درمیان سابقہ لڑائیوں سے متعلق شعرائے عرب نے پڑھے تھے۔ چونکہ ان میں ایک دوسرے کی مذمت پائی جاتی تھی۔ اس لئے ان سے فریقین کی آپس میں لڑائی شروع ہوئی۔ یہاں تک کہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کا سر زخمی ہو گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعہ کی اطلاع پہنچی۔ تو آپؐ نے ایک دن خطبہ دیا۔ جس میں آپؐ نے لوگوں کو متنبہ فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ کو شراب کا استعمال بہت ناپسند ہے اور بعید نہیں کہ اس کے بارے میں قطعی حرمت کا حکم نازل فرمائے۔ لہٰذا جن جن کے پاس شراب ہو۔ وہ اُسے بیچ ڈالیں اس کے بعد سورۂ مائدہ کی درج ذیل آیت نازل ہوئی۔ جس میں شراب کے بارے میں حرمت قطعی کا حتمی فیصلہ کر دیا گیا اور قیامت تک کے لئے شراب حرام قرار دے دی گئی۔ وہ آیت یہ ہے۔

یاایھا الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۰ انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فھل انتم منتھون۰ (المائدہ)

ترجمہ! ایمان والو! شراب نوشی۔ جوا بازی اور یہ آستانے اور پانسے۔ سب گندے شیطانی کام ہیں۔ ان سے پرہیز کرو۔ امید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہوگی۔ شیطان یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے اور تمہیں خدا کی یاد۔ اور نماز۔ دونوں سے روک دے۔ پھر کیا تم ان چیزوں سے باز رہو گے؟"

شراب نوشی کے بارے میں قرآن کریم میں جتنی آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ ان سب میں یہ آیت آخری نازل ہوئی ہے اس کے نزول سے شراب کے سابقہ تمام احکام منسوخ ہو چکے ہیں۔ اور تمام امت مسلمہ پر شراب تا قیامت حرام کر دی گئی ہے۔ یہی رائے "حبرالامۃ" حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی ہے اس آیت کے بارے

باقی صـ۱۸

مِن ذکرِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

قاری عبدالمجید خطیب مسجد ادھمی بس فیروز پور روڈ لاہور

رحمت کائنات فخر موجودات (فداہ ابی وامی فداہ جسدی وروحی) کی زندگی کے مبارک واقعات ہر ملک اور ہر طبقہ کے فرد اور جماعتوں کے لئے بہترین نمونہ اور مثال ہیں

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (الآیۃ)

ترجمہ! البتہ تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اچھا نمونہ ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اور جیسا کہ خود ارشاد فرمایا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَادِیْبِیْ

میرے رب نے مجھے ادب سکھایا اور میری بہترین تربیت فرمائی

آپ کی ذات وہ ستودہ صفات ذات ہے۔ جس کے ذکرِ جمیل کو خود خالق کائنات نے رفعت سے مشرف فرمایا

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا آوازہ بلند کیا۔ (بیان القرآن)

یہی ذکر اور یاد اہل محبت کے دلوں کو تازگی اور رونق بخشتی ہے۔ جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے۔

هُوَ الْمِسْکُ مَا کَرَّرْتَهُ یَتَضَوَّعُ

ذاکرا میرے ممدوح و محبوب کا ذکر میرے سامنے کثرت و اعادہ کے ساتھ کر کیونکہ وہ خوشبو ہے تو اسے جتنا رگڑے گا خوشبو مہکتی جائے گی ـــ

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مویشی کو چارہ خود ڈال دیتے، اونٹ باندھتے، گھر میں صفائی کر لیتے بکری دودھ لیتے، خادم کے ساتھ بیٹھ کر کھا لیتے خادم کو اس کے کام کاج میں مدد دیتے بازار سے چیز خود جا کر خرید لیتے خود اسے اٹھا لیتے ـــ ہر دنے وا علے خورد و بزرگ کو سلام پہلے خود کیا کرتے۔ جو کوئی ساتھ ہو لیتا اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر چلا کرتے۔ غلام و آقا حبشی و ترکی میں ذرا تفاوت نہ کرتے، رات دن کا لباس ایک ہی رکھتے کیسا ہی کوئی حقیر شخص دعوت کے لئے کہتا قبول فرما لیتے جو کچھ کھانا سامنے رکھ دیا جاتا اسے برغبت کھاتے رات کے کھانے میں سے صبح کے لئے اور صبح کے کھانے میں سے رات کے لئے اٹھا نہ رکھتے۔

نیک خو، کریم الطبع، کشادہ رو تھے، ہنستے نہ تھے، اندوہگین تھے۔ مگر ترش رو نہ تھے۔ متواضع جس میں دنایت نہ تھی، باہیبت جس میں درشتی نہ تھی۔ سخی تھے مگر اسراف نہ تھا۔

حکیم الامت شاہ ولی اللہ رح لکھتے ہیں۔

جو کوئی شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے یکبارگی آجاتا، وہ ہیبت زدہ ہو جاتا اور جو کوئی پاس آبیٹھتا۔ وہ فدائی بن جاتا ـ صلے اللہ علیہ وسلم خلق عظیم کے چند اور پہلو۔

زُہد

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اکثر دعا کیا کرتے تھے ـــ

یَا رَبِّ اَجُوْعُ یَوْمًا وَّاَشْبَعُ یَوْمًا فَاَمَّا الَّذِیْ اَجُوْعُ فِیْهِ فَاَتَضَرَّعُ اِلَیْکَ وَاَذْکُرُکَ وَاَمَّا الْیَوْمُ الَّذِیْ اَشْبَعُ فِیْهِ فَاَحْمَدُکَ وَاُثْنِیْ عَلَیْکَ ـ

الٰہی ایک دن بھوکا رہوں ایک دن کھانے کو ملے ـ بھوک میں تیرے سامنے گڑگڑایا کروں تجھ سے مانگا کروں اور کھا کر تیری حمد و ثنا کیا کروں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اس حیات دنیا کی آخری شب میں تھے ـ اسلامی فوج کئی علاقے فتح کر چکی تھی مگر چراغ میں جلنے والے تیل کی حالت یہ تھی کہ عائشہ رض صدیقہ نے پڑوسن سے منگوایا تھا

عِفّت و عِصمت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ایام جاہلیت کی رسموں میں سے میں نے کبھی کسی میں بھی حصہ نہیں لیا۔ صرف دو دفعہ ارادہ کیا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے خود ہی بچا لیا۔ ۱۰ برس سے کم عمر تھی ـ میں نے اس چرواہے کو جس کے ساتھ میں بکریاں چراتا تھا ـ کہا۔ کہ اگر تم میری بکریاں سنبھالے رکھو تو میں مکہ (آبادی کے اندر) جاؤں جیسے اور نوجوان کہانیاں کہتے سنتے ہیں ـ میں بھی کہانیاں کہوں سنوں اسی ارادہ سے میں شہر کو آیا پہلے ہی گھر پہنچا تھا کہ وہاں دف اور مزامیر بج رہے تھے اس گھر میں بیاہ تھا۔ میں انہیں دیکھنے لگا نیند نے غلبہ کیا میں سو گیا۔ جب سورج نکلا تب آنکھ کھلی ایک دفعہ پھر ایسی ہی نیت سے آیا تھا اسی طرح نیند آگئی اور وقت گزر گیا ان دو واقعات کے سوا میں نے کبھی مکروہاتِ جاہلیت کا ارادہ بھی نہیں کیا۔ (شفاء ص۶۰)

عہد نبوت سے پہلے کا ذکر ہے۔ زید بن عمرو بن نفیل نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی دسترخوان پر گوشت بھی آیا ـ نبی اکرم ص نے فرمایا

اِنِّیْ لَا اٰکُلُ مِمَّا تَذْبَحُوْنَ عَلٰی اَنْصَابِکُمْ وَلَا اٰکُلُ اِلَّا مَا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْهِ ـــ

ترجمہ! میں وہ گوشت نہیں کھاتا جو بتوں یا استھانوں کی قربانی کا ہو ـ میں تو صرف وہی گوشت کھایا کرتا ہوں جس پر ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا گیا ہو (بخاری کتاب الصید)

عفو اور درگزر

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رض فرماتی ہیں۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات مبارک کی بابت کسی سے انتقام نہیں لیا ـــ جنگ احد میں کافروں نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید کئے ـ سر مبارک کو پتھروں سے مضروب کیا، حضور ص ایک غار میں بھی گر گئے ـ صحابۂ کرام رض نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ان پر بد دعا فرمائیے ـ حضور نے فرمایا میں لعنت کرنے کے لئے نبی نہیں بنایا گیا ـــ خدا نے مجھے لوگوں کو اپنی بارگاہ میں بلانے کے لئے بھیجا ہے اس کے بعد یہ دعا فرمائی ـــ

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ

ترجمہ! پروردگار میری قوم کو ہدایت فرما وہ مجھے نہیں جانتے ہیں ـــ

حضور ص کی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالےٰ عنہا جب مکہ سے مدینہ ہجرت فرمانے لگیں تو کفار آگ بگولہ ہو گئے۔ ایک جماعت اس لئے بھیجی کہ وہ حضرت زینب رض کے مدینہ جانے میں مزاحم ہو۔ ہبار بن اسود نے جو حضرت زینب کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد بھائی کا لڑکا تھا اور اس لحاظ سے حضرت زینب کا بھائی تھا۔ اسی ہبار نے نیزہ مارا جس سے آپ زخمی ہو کر اونٹ سے گریں۔ عنقریب ایک گل نومولود سے گود کے پر رونق و بہار

ہونے کی امید تھی اسی زخم اور گرنے میں وہ پھول ضائع ہو گیا۔

یہ زخم اتنا گہرا اور شدید تھا کہ کئی سال تک رہا بالآخر اسی زخم میں مجروح رہ کر ۸ھ میں انتقال فرمایا نبی رحمت نے فرمایا زینب میری سب سے اچھی بیٹی تھی جو میری محبت میں ستائی گئی

لیکن جب ہبار رحم اور عفو کی التجا لے کر حاضر ہوا تو اسے بھی معاف فرما دیا

آنحضرت ایک درخت کے نیچے سو گئے تلوار شاخ سے لٹکا دی۔ غورث بن حارث یا غورث بن حارث آیا۔ تلوار نکال کر نبی اکرمؐ کو گستاخانہ جگایا۔ بولا۔ اب تم کو کون بچائیگا فرمایا —— اللہ۔

غورث چکر کھا کر گر پڑا۔ آنحضرتؐ نے تلوار اٹھالی فرمایا اب تجھے کون بچا سکتا ہے وہ حیران و مبہوت رہ گیا۔ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن، چنانچہ فرمایا جاؤ میں بدلہ نہیں لیا کرتا۔"

صبر اور حلم

ایک اعرابی آیا۔ اُس نے زور سے آنحضرتؐ کی چادر کو جو موٹے کنارے کی تھی۔ جھٹکا دیا۔ وہ کنارہ آنحضرتؐ کی گردن میں گڑ گیا اور نشان پڑ گیا۔ اعرابی نے ہاتھ کی کارفرمائی کے بعد اب زبان کھولی اور یوں گویا ہوا۔ محمد! یہ مالِ خدا جو تمہارے سپرد ہے نہ تمہارا اور نہ تمہارے باپ کا ہے۔ اس میں سے ایک بارِ شتر مجھے بھی دلاؤ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذرا خاموشی کے بعد فرمایا۔ بیشک مال خدا کا ہے اور میں اس کا غلام ہوں اس کے بعد صحابہؓ کو حکم فرمایا کہ اس کو ایک بارِ شتر جَو اور ایک بارِ شتر کھجوریں دی جائیں۔

طائف میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم وعظ اور تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے تھے وہاں کے باشندوں نے حضورؐ پر کیچڑ پھینکی آوازے کسے۔ اتنے پتھر مارے کہ حضور لہو سے تر بتر اور بے ہوش ہو گئے۔ ہوش آنے پر خادم نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کے لئے بد دعا فرمایئے۔ ارشاد ہوا۔ میں عالم کے لئے زحمت نہیں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں میں ان لوگوں کی ہلاکت نہیں چاہتا۔ کیونکہ اگر یہ ایمان نہیں لاتے تو امید ہے کہ ان کی اولاد مسلمان ہو جائے گی۔

شفقت و رأفت

حضرت عائشہ رضؓ صدیقہ فرماتی ہیں۔ کوئی شخص بھی اچھے خلق میں آنحضرت جیسا نہ تھا۔ خواہ کوئی صحابی بلاتا یا گھر کا کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جواب میں لبیک ہی فرمایا کرتے ——

عبادت نافلہ چھپ کر ادا فرمایا کرتے تاکہ امت پر اس قدر عبادت کرنا شاق نہ ہو۔ جب کسی معاملہ میں دو صورتیں سامنے آئیں تو آسان صورت کو اختیار فرماتے ——

اللہ رب العزت، کے ساتھ معاہدہ کیا کہ جس شخص کو میں برا کہوں یا لعنت کروں۔ وہ بُرا کہنا اس کے حق میں گناہوں کا کفارہ اور رحمت و بخشش و قرب کا ذریعہ بنا دیا جائے۔

فرمایا ایک دوسرے کی باتیں مجھے نہ سنایا کرو۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ دنیا سے جاؤں تو سب کی طرف سے سینہ صاف لے کر جاؤں۔ وعظ و نصیحت کبھی کبھی فرمایا کرتے تاکہ لوگ اکتا نہ جائیں

حضرت انسؓ بن مالک نے دس سال تک مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اس عرصہ میں کبھی ان سے یہ نہ کہا کہ یہ کام کیوں کیا یہ کیوں نہ کیا۔ اور نہ ہی کبھی اُف فرمایا

جُود و کرم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سائل کو کبھی رد نہ فرماتے زبان مبارک پر حرف انکار نہ لاتے۔ فرزدق نے کہا ——

مَا قَالَ لَا قَطُّ اِلَّا فِیْ تَشَهُّدِهٖ
لَوْلَا التَّشَهُّدُ كَانَتْ لَاءُهٗ نَعَمٗ

اسی کا فارسی ترجمہ ملاحظہ ہو ——

نہ رفت لا بزبانِ مبارکش ہرگز
مگر در اشہد ان لَآ اِلٰہ الا اللہ

اگر کچھ بھی دینے کو پاس نہ ہوتا تو سائل سے عذر کرتے گویا کوئی شخص معافی چاہتا ہے

ایک سائل نے آکر سوال کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے پاس تو اس وقت کچھ نہیں ہے تم میرے نام پر قرض لے لو۔ میں پھر اُسے اتار دوں گا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے کہا کہ خدا نے آپ کو یہ تکلیف نہیں دی کہ قدرت سے بڑھ کر کام کریں۔ نبی رحمتؐ چپ سے رہ گئے۔ ایک انصاری نے پاس سے کہہ دیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خوب دیجئے رب العرش مالک ہے۔ تنگدستی کا کیا ڈر ہے نبی اکرمؐ ہنس پڑے چہرہ مبارک پر خوشی کے آثار آشکارا ہو گئے۔ فرمایا ہاں مجھے یہی حکم ملا ہے۔ حضورؐ فرمایا کرتے اگر کوئی شخص مقروض ہو جائے اور مال باقی نہ چھوڑے تو ہم اُسے ادا کریں گے۔ اور اگر کوئی مال چھوڑ کر مرے تو وہ حق وارثوں کا ہے۔

شرم و حیا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پردہ نشین لڑکی سے بڑھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں حیا تھی۔ جب کوئی ایسی بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کی جاتی جس سے حضورؐ کو کراہت ہوتی تو چہرہ مبارک سے فوراً معلوم ہو جاتا تھا۔

حضرت عائشہ رضؓ طیبہ کا بیان ہے اگر کسی شخص کی کوئی حرکت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ آتی تو اس کا نام لے کر منع نہ فرماتے بلکہ عام الفاظ میں فرما دیتے کہ وہ کیسے لوگ ہیں جو یہ کرتے ہیں۔ عادات و معاملات میں اپنی جان پر تکلیف اٹھا لیتے مگر دوسرے شخص کو از راہِ شرم کام کرنے کو نہ فرماتے ——

جب کوئی عذر خواہ سامنے آکر معافی کا طالب ہوتا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شرم سے گردن مبارک جھکا لیتے

ہیبت اور جلال

قَالَ عَلِیٌّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ مَنْ رَاٰهُ بَدَاهَةً هَابَهٗ وَمَنْ خَالَطَهٗ مَعْرِفَةً اَحَبَّهٗ ——

(نافلہ عن شمیم الحبیب من نشر الطیب)

جو آپ کو اول وہلہ میں دیکھتا مرعوب ہو جاتا اور جو کچھ شناسا ہو جاتا گرویدہ بن جاتا۔

فتح مکہ کے دن عقبہ بن عمرو کچھ عرض کرنے کے لئے آگے بڑھا آپ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو عقبہ ہیبت نبوی سے لرز گیا فرمایا هَوِّنْ عَلَيْكَ فَاِنِّیْ لَسْتُ بِمَلِكٍ اِنَّمَا اَنَا ابْنُ امْرَاَةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ تَاْكُلُ الْقَدِيْدَ کچھ پرواہ نہ کر۔ میں بادشاہ نہیں میں قریش کی ایک عورت کا فرزند ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی۔

ظرافت طبع

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خوش طبعی تو کرتا ہوں مگر اس میں بھی بات سچ ہی کہتا ہوں۔ ایک اعرابی خدمت اقدس میں آیا اور عرض کی کہ میرا گھر بہت دور ہے اور جانے کے لئے میرے پاس کوئی سواری نہیں آپ ایک اونٹ عنایت فرمائیں! فرمایا ضرور! میں تجھے اونٹنی کے بچہ پر سوار کروں گا۔ اعرابی سٹپٹایا کہ میں اونٹنی کے بچہ کو کیا کروں گا۔ فرمایا تجھے سواری کے لئے جو اُونٹ دیا جائے گا کیا وہ اونٹنی کا بچہ نہ ہوگا۔؟

(باقی ص ۱۳)

حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ معروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ

از ڈاکٹر عبدالوحید بی اے (آنرز) - پی ایچ ڈی (لندن) ڈائرکٹر مجلس انتظامیہ
(دربار داتا گنج بخش)

حضرت سید علی الہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش جن کا شمار اسلام کے عظیم مشائخ اور صوفیائے کرام میں ہوتا ہے کا عرس ہر سال ۱۹- ماہ صفر کو نہایت تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے وہ بیک وقت ایک عظیم فلسفہ دان، ممتاز عالم دین شاعر اور سیاح تھے۔ انہوں نے طویل سفر طے کرکے اپنے وقت کے تین سو سے زائد علماء اور برگزیدہ ہستیوں کی صحبت میں وقت گزارا۔

ان کی وفات کے تقریباً ایک ہزار سال بعد بھی برصغیر ہند و پاکستان کے ہزاروں عقیدت مند ان کے مزار پر حاضر ہوتے ہیں اور اسلام کے لئے ان کی بے لوث خدمات سے وجدان حاصل کرتے ہیں۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت سید علی ہجویری صاحبؒ سلطان محمود غزنوی کی فوج میں علمبردار کی حیثیت سے لاہور میں وارد ہوئے اور انہوں نے دریائے راوی کے کنارے ڈیرا ڈال لیا۔ وہ زندگی بھر جہالت، توہم پرستی اور نام نہاد صوفیت کے خلاف برسرپیکار رہے۔ انہوں نے عوام کو دغا بازوں اور مکاروں سے ہوشیار رہنے کے لئے متنبہ کیا جو اسلامی اصولوں کو نظرانداز کرکے ان سے پہلو تہی اختیار کر رہے تھے اور تصوف کا لبادہ اوڑھ کر لوگوں کو گمراہ کر رہے تھے۔

حضرتؒ نے اس مقام پر جہاں وہ اس وقت دفن ہیں پانچ دریاؤں کی سرزمین میں سب سے پہلی مسجد تعمیر کی۔ یہ مسجد بعد ازاں ایک تعلیمی درس گاہ اور علم و عرفاں کا عظیم سرچشمہ بن گئی دین اسلام کی معرفت اور علمی بصیرت کے باعث وہ انسانی اخوت، مساوات اور محبت کی عظیم نیکیوں کا سرچشمہ بن گئے اپنی ذاتی شخصیت اور طرز عمل کے باعث وہ زندگی کی عظیم اقدار کا نمونہ بن گئے جن سے اسلامی روح مترشح ہوتی ہے ــــ اور جس سے ان کے معتقدین میں معاشرتی بہبود اور خدمت کا جذبہ پیدا ہو۔

انہوں نے متعدد علمی اور فلسفیانہ تصانیف سپرد قلم کیں جن میں سے اہم ترین کشف المحجوب اور کشف الاسرار ہیں جو آج کل بھی دستیاب ہو سکتی ہیں۔ کشف المحجوب میں انہوں نے نہایت سادہ اور عام فہم الفاظ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور یہ تصوف اور اسلامی تعلیمات کی مستند کتاب ہے طرز تحریر آپ بیتی کی سی ہے اس کتاب میں ان کی تعلیمات درج ہیں جو کہ آج بھی ان کے عقیدت مندوں کے لئے اتنی ہی واجب احترام ہیں جتنی کہ ایک ہزار برس قبل تھیں ــــ

حضرتؒ کی اس تصنیف کے اعلیٰ مقام کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ روس کی دہریہ حکومت نے بھی اصل مسودہ سے تصدیق کے بعد کشف المحجوب کا مستند ایڈیشن شائع کر رکھا ہے یہ کتاب فارسی زبان میں شائع کی گئی ہے اور دنیا کی دیگر زبانوں میں بھی اس کا ترجمہ کیا گیا ہے جن میں اردو اور انگریزی شامل ہیں۔ حضرتؒ صاحب کی تعلیمات کا صحیح اندازہ کرنے کے لئے اصل کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔ ان کے ارشادات میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

"انسان کو پرخطر زندگی گزارنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ اسے پتھر کی مانند سخت ہونا چاہیئے نہ کہ شیشے کی مانند بھوٹک۔"

"حصول علم لازمی امر ہے۔ علم ہی کے باعث انسان صحیح طرز عمل اختیار کر سکتا ہے۔ علم کی بدولت انسان جہالت سے بچ سکتا ہے اس کی بدولت انسانی ذہن کو نور بصیرت حاصل ہوتا ہے اور وہ جہالت کی بندھنوں سے آزاد اور زود اعتقادی کے تباہ کن اثرات سے نجات حاصل کرتا ہے

جو لوگ اللہ تعالےٰ کی ذات پر ایمان راسخ اور بھروسہ رکھتے ہیں وہ خیرات قبول کرنے والوں سے افضل ہیں۔

تین قسم کے علماء سے خبردار رہو

(الف) ان دھوکے بازوں مطلق جاہلوں اور تجاہل پسندوں سے جو اس دنیا پر تکیہ کرتے ہیں شریعت کو اپنے گھر کی لونڈی خیال کرتے ہیں اور جاہ و جلال کے حصول کی خاطر ظالم حکمران طبقہ سے تعلقات قائم کرتے ہیں۔

(ب) نقلی درویشوں سے جو ذاتی جاہ و جلال کی خاطر عوام سے تعظیم کرانا چاہتے ہیں اور بے بنیاد تصورات کی تعلیم دیتے ہیں۔

(ج) ایسے علماء سے جو نظم و ضبط کے مراحل سے نہیں گزرے اور جنہوں نے کسی مرشد کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کیا بلکہ رنگ دار لبادہ اوڑھ کر صوفی کا لقب اختیار کر لیتے ہیں۔

"تصوف"

(۱) نفس کشی

(۲) وہ وصف ہے جس کے ذریعہ انسان بقائے دوام حاصل کرتا ہے

(۳) تصوف ایک نیکی ہے اور جو شخص سب سے زیادہ نیک ہے وہ کامل صوفی ہے۔

بقیہ:- قرآن ذکر کی تلقین سے بھرا پڑا ہے

اور پھر تھیلی میں ڈال دیتے تھے اس لئے تسبیح اور ذکر کو بدعت کہنے والوں کی بات صحیح نہیں ہے۔ حضرت نے جو پروفیسر صاحب کی بات سنائی اُس کا ذکر کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا۔ کہ پروفیسر صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے تھا۔ کہ خدام الدین کا مشن بہت بڑا ہے۔ یہ زندگی کے ہر شعبہ میں انسان کی رہنمائی کر رہا ہے اور اگر دنیا کی زندگی اسوۂ نبویؐ کے سانچے میں ڈھل جائے تو اس سودے میں کیا خسارہ ہے آپ نے فرمایا آج کتنے لوگ ہیں جن کی زندگیاں . . . خدام الدین نے سنوار دیں۔ یہ اللہ کے نیک بندے کا لگایا ہوا پودا ہے اور انشاء اللہ پھلتا پھولتا ہی رہے گا بے سمجھ لوگوں کی باتوں کو خاطر میں ہی نہ لانا چاہیئے۔ اس کے بعد مولانا نے ذکر کی برکات بیان فرمائیں اور حاضرین کو خوشخبری دی کہ حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور سچے جانشین حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی کی تشریف آوری سے لوگوں نے اللہ کی رحمتوں کے خزانوں سے جھولیاں بھر لیں اور فرشتوں کی زبانی اُن کا مجلس ذکر میں آنا بیٹھنا اور ذکر کرنا خدائے ذوالجلال کی خوشنودی کا باعث بنا۔ اس کے بعد حضرت نے دعا فرمائی

(محمد عثمان غنی)

★

مجلس ذکر منعقدہ مسجد مولانا عبدالحنّان صاحب مدظلہ العالی ڈھوک منڈی راولپنڈی صدر

(بروز منگل ۲۱ مئی ۱۹۶۳ء)

قرآن ذکر کی تلقین سے بھرا پڑا ہے

تصوف کو چنیا بیگم کہہ کر بدنام کرنے والے گمراہ ہیں

★ ــــ از جانشین شیخ التفسیر رحضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

(مرتبہ :- محمد عثمان غنی بی اے واہ کینٹ)

معزز حاضرین! حقیقت یہ ہے کہ انسان آیا ہی اس لئے ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ سے اپنا معاملہ درست رکھے۔ اللہ تعالےٰ نے گرمی سردی سے بچنے کے سامان، پھل، ترکاریاں، سبزیاں، ہر قسم کی اغذیہ انسان کے لئے پیدا کیں۔ ہوا انسان کے لئے۔ پانی انسان کے لئے اور حد یہ ہے کہ نیچ داشتہ آید بکار، گرچہ باشد زہر مار کے مصداق زہر بھی بعض اوقات انسان کے لئے ٹیکوں وغیرہ میں کام آجاتا ہے۔ مگر انسان کا بھی کچھ کام ہے جو وہ بھولا ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالےٰ ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

بندہ آمد از برائے بندگی

زندگی بے بندگی شرمندگی

اللہ تعالےٰ نے انسان کو محض اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ فرشتے تو ہیں ہی عبادت کرنے والی مخلوق۔ اللہ تعالےٰ نے ہم کو زندگی، مال و دولت ایمان کی نعمتیں عطا فرمائیں اور امت محمدیہؐ میں پیدا فرماکر احسان فرمایا اور دل دے کر اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی۔

حضورؐ کا ارشاد ہے اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:

فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ

ترجمہ:- تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا)

میں کراچی گیا تو واپسی پر ایک پروفیسر ملے خدام الدین سے واقف ہیں کہنے لگے، خدام الدین میں دنیا کی کوئی بات نہیں ہے آپ صرف ذکر اذکار تصوف وغیرہ کی رٹ لگاتے ہیں۔ میں نے قرآن و حدیث کی ان کو کئی آیتیں سنائیں۔ میں نے سوچا کہ خدا جانے کتنے لوگ ہوں گے جو گمراہ ہیں اور تصوف کو چنیا بیگم کہہ کر بدنام کرتے ہیں۔ میں نے قرآن کی آیتیں دیکھیں تو قرآن ذکر کی تلقین سے بھرا پڑا ہے۔ ہمارے بزرگوں کا بھی طریقہ تھا کہ وہ شریعت اور طریقت کے جامع ہوتے تھے۔ وہ طریقت میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے ہمارے دیوبند کے اندر جو سب سے بڑی علمی شخصیت ہوتی ہے وہ صدر مدرس یا شیخ الحدیث ہوتے ہیں اگر ہم نظر کرتے ہیں۔ چاہے مولانا حسین احمد مدنیؒ ہوں، یا شیخ الہند ہوں یا مولانا محمد قاسم نانوتوی ہوں الحمد للہ وہ سب ظاہر و باطن کے جامع ہوتے تھے۔ ہم شریعت پر بھی قائم ہیں اور طریقت کو بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ ہر معاملہ میں ہم آگے ہی ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ فضیلت اول ہی سے ان کو حاصل ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ ہندوستان میں قربانیوں کا حق تو مل گیا۔ مگر یہاں حق بحقدار رسید والا معاملہ نہیں ہوا۔ آج اگر ہند و پاکستان میں دین کا روشن ستارہ یا روشنی کا مینار ہے تو وہ علمائے دیوبند ہی کی خدمات سے ہے انہوں نے ہر جگہ چٹائیوں پر بیٹھ کر روکھی سوکھی کھاکر قرآن کے مطالب کو قائم رکھا آج انہی کی کوششوں سے دنیا بھر میں اسلام کا چرچا ہے۔ لوگ اُن کو مذہبی مجنون کہتے ہیں۔ یہ سہرا سروں یا خان بہادروں کے سر نہیں یہ اکابر دیوبند کے سر ہے۔ اللہ تعالےٰ اُن کی قبروں کو نور سے بھردے چاہے وہ حضرت رائے پوریؒ ہوں، حضرت مدنیؒ ہوں یا حضرت احمد علیؒ ہوں یا کندیاں والے حضرات ہوں سب نے ہی خدمت کی اور جو زندہ ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو اپنی بیش از بیش رحمتوں سے نوازے۔ آمین

مجلس ذکر کے سلسلہ میں عرض کرتا ہوں روٹی کے لئے لوگ سرگرداں ہیں۔ وقت ملتا ہے تو اللوں تللوں میں ضائع کردیتے ہیں۔ اور اپنا مقصد تخلیق بھول بیٹھے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ لوگوں کو نصیحت کریں اور تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کریں کوئی اعمال سے غافل نہ رہے جو اس کی سوجھ بوجھ رکھتے ہیں وہ اس کام کو کریں اور آئندہ منظم ہو کر اسلام کو نافذ کرنے کی جد و جہد کریں۔ آئندہ حق پرستوں اور علماء کو ووٹ دیں تاکہ ہم جو پندرہ برس پیچھے پڑے ہیں۔ اس کی تلافی ہو حق کا بول بالا ہو اور اسلام کے بدخواہ خائب و خاسر ہوں

تیسری بات یہ ہے۔ بعض بھائی نئے ہیں بیعت اور ذکر اذکار کے بارے میں عرض کرتا ہوں۔ نماز روزہ فرض ہیں

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

ذکر ہی سے دلوں کو چین ملتا ہے۔ بعض بھائی اکٹھے بیٹھ کر ذکر کرنے کو بدعت کہتے ہیں

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ شیطان نے بعض کو بدعت کا لفظ منہ پر دے رکھا ہے۔ جو ہر بات پر جھٹ بدعت کا لیبل چسپاں کر دیتے ہیں۔ بدعت کے معنی ہے دین میں نئی چیزیں داخل کرنا اور سب پر ان کو لازم کرنا اور دوسروں کو مطعون کرنا۔ اگر آپ تراویح نہ پڑھیں بیعت نہ بھی کریں مگر ذکر کریں تو ہم آپ کو مجبور نہیں کرتے۔ اس کے فوائد ظہور پذیر ہوتے ہیں مگر ہم سب پر اس کو لازم نہیں کرتے اور نہ ہی کسی کو مطعون کرتے ہیں۔ ہم سب اماموں کو حق پر سمجھتے ہیں۔ اگر تمام فرائض ادا کرکے گئے تو انشاء اللہ نجات ہو جائے گی مگر ہم حنفی طریقہ کو اعلےٰ سمجھتے ہیں۔

روحانی امراض کا علاج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں مہیا ہوتا تھا۔ مگر اب کسب کرنا پڑتا ہے۔ گھر بیٹھے کچھ نہیں ہوتا دعا ہے۔ کہ ہم سب اس دنیا کے اندر بھی کامیاب ہوں۔ اور آخرت میں بھی سرخرو ہوں۔ نہ ہم رہبانیت کی دعوت دیتے ہیں اور نہ دنیا میں ہی جذب ہونے کے لئے کہتے ہیں۔ نماز کے وقت نماز ذکر کے وقت ذکر، ورزش کے وقت ورزش ہو بیوی بچوں کے لئے کام کے وقت کام کریں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم کو اعتراض اس پر ہے کہ دنیا سے تعلق کاٹ کر یا کپڑے نہیں پہنتے اناج نہیں کھاتے وغیرہ غلط ہے انسان اللہ کو ہر دم یاد کرے اور کام بھی سب کرے یہی طریقہ ہمارے بزرگوں اور صحیح الخیال علماء کا رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کے نقش قدم پر چلائے آمین یا الہ العلمین ــــ

نوٹ

حضرت کے بعد مولانا عبدالحنان صاحب مدظلہٗ العالی نے چند منٹ میں تسبیح کو بدعت کہنے والے حضرات کو بتایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس گٹھلیوں کی ایک تھیلی ہوا کرتی تھی اور وہ ان پر ذکر کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ساری گٹھلیاں تھیلی سے باہر پلٹ دیتے

باقی صفحہ ۱۱

مولانا سمیع الحق صاحب مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

فقہی و علمی مسائل اور اُن کے جوابات

ادارہ خدام الدین کے نام آئے ہوئے سوالات میں سے بعض کے جوابات بشکریہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک درج ذیل ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (ادارہ)

۱۔ استفتاء ایک شخص بری صحبت کی وجہ سے ایک قبیح گناہ میں مبتلا ہو گیا اور کافی دنوں بعد خدام الدین کے ایک مضمون میں اس گناہ کی قباحت اس پر واضح ہوئی تو اس نے اس غلط کام سے توبہ کر لی، مگر عادت پک گئی تھی۔ جس کی وجہ سے کئی بار اس نے توبہ کو توڑ دیا۔ پھر اس نے توبہ کی مگر پھر ایک دو دفعہ اُس سے گناہ صادر ہوا۔ اب وہ بہت کڑھتا ہے اور پریشان ہے کہ اس طرح توبہ ہو جاتی ہے یا نہیں اور توبہ توڑنے کی سزا کیا ہے۔

(ایک صاحب۔ ڈیرہ اسماعیل خان)

الجواب: ۔ اگر صدق دل اور اخلاص و یقین کے ساتھ توبہ کر لی جائے اور توبہ کرتے وقت سابقہ اعمال پر ندامت و پریشانی کے ساتھ ساتھ آئندہ کے لئے اس عمل بد سے قطعی اجتناب و پرہیز کرنے کا مصمم اور مضبوط ارادہ کیا جائے تو امید ہے کہ خداوند کریم اس کی توبہ قبول فرما کر اس کے پہلے گناہوں کو بھی معاف فرما دیں گے ارشاد نبوی ہے۔

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ اَوْ کَمَا قَالَ ۔ گناہ سے توبہ کرنے والا، بے گناہ شخص جیسا ہے۔ سچی توبہ سے پہلے گناہ مٹ جاتے ہیں اور اگر توبہ کے بعد بھی غیر ارادی طور سے گناہ صادر ہو جائیں تو اسی وقت شرمساری و ندامت محسوس کر کے دوبارہ توبہ کرنی چاہیئے خداوند تواب و رحیم کی رحمت و مغفرت دروازہ ہر وقت کھلا رہتا ہے۔ واللہ اعلم

سوال:۔ مندرجہ ذیل مسائل ہمارے ہاں مشہور ہو چکے ہیں جس کا ذکر کسی کتاب میں نظر نہیں آیا۔ بعض لوگ اس کے صحیح ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور مشکوٰۃ شریف کا حوالہ بھی دیتے ہیں براہ کرم عوام کے شبہات رفع کرنے کے لئے حسب ذیل مسائل کی شرعی حیثیت پر روشنی ڈالیں ۔

(۱) کیا نماز عصر کے بعد کوئی شخص پانی نہیں پی سکتا ہے۔ اور منع ہے

(۲) روٹی کھاتے وقت درمیان میں پانی ضرور پینا چاہیئے ورنہ روٹی حرام ہو جاتی ہے؟

(۳) کیا دونوں ہاتھوں سے گلاس کو پکڑنا گناہ ہوتا ہے؟

(۴) کیا روٹی موجود ہو تو پہلے اس پر فاتحہ دے تب کھائے ورنہ مکروہ ہے۔

وزیر محمد سابق امام مسجد ریلوے کینٹ (سبی کوئٹہ)

الجواب وباللہ التوفیق۔ آپ نے جو باتیں ذکر کی ہیں از روئے قرآن و سنت ان کا کوئی اصل نہیں اور عوام میں غلط مشہور ہو چکی ہیں۔ جن کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ (واللہ اعلم)

سوال ۱ :۔ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے کی حدیث شائع کر دیں نوازش ہو گی۔

۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام اور کیا وہ بت پوجتے تھے یا بناتے تھے؟

اکبر علی خاں پیپلز کالونی سکیم ۱ بلاک نمبر ۲ لائل پور

الجواب: ۔ ہمارے فقہائے احناف کے نزدیک نماز با جماعت میں مقتدی سورت فاتحہ نہیں پڑھے گا اور خاموشی سے قرآن مجید سننے کی کوشش کرے گا۔ خواہ سُنے یا نہ سُنے قرآن مجید کی متعدد آیات اور احادیث کی بے شمار روایات اور مشہور جلیل القدر صحابہ و ائمہ کے فیصلے اس مسئلہ کے اثبات و تائید کے لئے موجود ہیں قرآن کریم میں ہے

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ۔ (الآیہ)

جب قرآن مجید پڑھا جائے تو تم اس کے سننے کی کوشش کرو۔ اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جا سکے

یہ آیت کریمہ صحابہ کرام کو نماز با جماعت میں سورۃ فاتحہ کی ممانعت کے لئے نازل ہوئی جیسا کہ دار قطنی، بیہقی، ابن جریر وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے اور امام سیوطی نے دُرِّ منثور میں ان حضرات کی روایات کو جمع کیا ہے۔ اس کے علاوہ حضور کا ارشاد ہے

اِذَا کَبَّرَ الْاِمَامُ فَکَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَءَ فَاَنْصِتُوْا (ابن ماجہ، ابو داود، نسائی، مسلم)

جس وقت امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب قرأت کرے تو خاموش رہو۔

نیز ارشاد نبوی ہے۔

مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْاِمَامِ قِرَاءَۃٌ لَّہٗ (ابن حبان، دار قطنی، ابن ماجہ، موطا محمد وغیرہ)

ترجمہ: جس شخص کا نماز میں امام ہو تو امام کی قرأۃ اس کے لئے بھی کافی ہے۔

نیز حضور نے ایک دفعہ نماز میں مقتدیوں کی قرأۃ کی آواز سن کر ناراضگی کا اظہار فرمایا اور مالی اُنَازِعُ فِی الْقُرْاٰنِ کہہ کر اس کی ممانعت فرمائی۔ محققین احناف نے ہر زمانہ میں اس مسئلہ کو پورے بسط و شرح سے طویل اور مبسوط کتابوں میں بدلائل واضح اور ثابت کر چکے ہیں

جواب نمبر ۲:۔ قرآن مجید نے حضرت ابراہیم کے والد کا نام آذر بیان کیا ہے اور آذر بت فروش و بت پرست دونوں تھا۔

قرآن کریم کی آیت اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً کیا تم بتوں کو معبود بناتے ہو، سے اس کا بُت پرست ہونا بھی واضح ہے۔ واللہ اعلم

بقیہ :۔ منشئ ذکری حبیب صفحہ ۱۲ سے

ایک بوڑھی عورت سے فرمایا۔ جنت میں کوئی بڑھیا نہ جائے گی۔ یہ بڑھیا اتنی گھبرائی کہ قریب تھا کہ اس کی چیخ نکل جاتی۔ حضور نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ جنت میں جانے کے وقت کوئی بڑھیا نہ رہے گی سب جوان ہو جائیں گی اور جوانی کی حالت میں جنت جائیں گی۔

عدل اور رحم

اگر دو شخصوں کے درمیان جھگڑا ہوتا تو عدل فرماتے۔ اور اگر کسی شخص کا نفس مبارک کے ساتھ کوئی معاملہ ہوتا تو رحم فرماتے۔ مکہ میں قریش کے ایک معزز خاندان کی عورت فاطمہ بنت الاسود نے چوری کی لوگوں نے حضرت اسامہ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پیارے تھے۔ سفارش کرائی۔ آپ نے فرمایا کیا تم حدود الٰہی میں سفارش کرتے ہو سنو اگر فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ایسا کرتی تو میں اُسے بھی سزا دے کر رہتا

اے چند الفاظ کو ذکر حبیب سے وہ نسبت بھی نہیں۔ جو قلم کی نوک پر لگی ہوئی سیاہی میں ملے ہوئے پانی کو سمندر سے ہوتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اسْتَعْمِلْنَا بِسُنَّةِ نَبِيِّكَ وَحَبِيْبِكَ وَتَوَفَّنَا عَلٰی مِلَّتِهٖ ۔ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَسَلِّمْ

خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت

حضرت مولانا احمد سعید صاحب دہلوی

سلسلۂ انبیاء کو حضرت حق جل شانہٗ نے ایک ایسی مقدس ہستی پر ختم کیا۔ جس کے بعد نہ اس قانون کی مثل کسی قانون کی ضرورت ہے اور نہ اس جیسے کسی نبی کی بعثت کی حاجت ہے۔ جب عالم کون کا ظہور ہی ارادے اور مشیت کے ماتحت تھا تو ازل میں اس کی عمر بھی محدود کر دی گئی تھی۔ جب کائنات کی بنیاد ہی فنا پر قائم ہے تو ایکدن اس کو ضرور فنا ہونا ہے۔ پھر جس کے لئے یہ بزم آرائی کی گئی تھی اس صادر الصدور کی آمد بھی ضروری تھی۔ ادھر دنیا اپنی مادی ارتقار کی منزلیں بھی پوری کرنے والی تھی قدرت نے ٹھیک اسی دور کی ابتدار میں جبکہ مادیت کی انتہا ہونے والی تھی اس انتہائی روحانیت کو مبعوث کیا۔ اگر مادیت بجلی اور بھاپ کے کھیل کھیلنے کو تیار تھی اور اس طرح آہستہ آہستہ ترقی کے دور کو پورا کرکے فنا کے قریب ہونے والی تھی۔ تو روحانیت کی تکمیل بھی لازمی تھی تاکہ خدا کی حجت دنیا کے بسنے والے انسانوں پر پوری ہو جائے اور کل کسی ذی عقل کو یہ کہنے کا موقعہ نہ رہے کہ انا کنا عن هذا غافلين۔ جب خدا کی چھپی ہوئی مادی طاقتیں ظہور پذیر ہونے والی تھیں تو کوئی وجہ نہ تھی کہ قدرت کی وہ روحانی طاقت جو ازل ہی سے اس کی نظر انتخاب میں چھپی ہوئی تھی ظاہر نہ ہوتی۔ ادھر یورپ نے مادیت میں قدم بڑھایا اور ادھر دنیا میں ایک بے سروسامان قوت کا ظہور ہوا جس نے بطحا کی کنکریوں پر فاران کی وادی میں ایک ریتلی زمین پر بلا کسی وسائل و ذرائع کے وہ مکمل قانون مرتب کیا جس سے ملحدوں اور دہریوں کی گردنیں جھک گئیں۔ مادہ پرست یورپ نے آخر عاجز آکر قانون محمدی کے آگے اپنے ہتھیار ڈال دیئے شکست کا اعتراف کر لیا۔ لارڈ مکالے کی تعزیرات نے ہزاروں ترمیمیں قبول کر لیں لیکن حجاز کا ریگستانی اور تیرہ سو برس کا قانون آج بھی ایسا مکمل ہے گویا آج ہی بنا ہے۔

اللهم صل على محمد وعلى آل محمد

آج یورپ ہوا میں اڑ رہا ہے۔ بھاپ اور بجلی کی عارضی طاقت کے بھروسہ پر فرعون و نمرود کی طرح خدائی دعویٰ میں مشغول ہے۔ لیکن حجاز موجودہ تہذیب سے بالکل ناآشنا ہے وہاں کے باشندے ابھی تک موٹر کو جادو کی گاڑی اور ٹیلیفون کو الشیطان یتکلم فیہ (اس میں شیطان بولتا ہے) کہہ رہے ہیں بھلا تیرہ سو برس پیشتر یہ خطۂ زمین تہذیب و تمدن سے کس قدر ناآشنا ہو گا۔

اس زمانہ کے بعد عن التہذیب کا تصور کرو۔ اور پھر بی بی آمنہ کے یتیم بچہ کا قانون سامنے رکھ کر انصاف سے کام لو۔ وسائل کے فقدان اور اس کی امیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے خدارا انصاف کرو کیا یہ ایک انسانی عقل کا کرشمہ ہے کیا کوئی انسان ایسا مکمل قانون دنیا کی تہذیب سے ناآشنا ہو کر بنا سکتا ہے۔ آج یورپ کی مادیت مسیحیت کو ختم کر چکی ہے۔ ہندو دھرم ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہے لیکن اس سیلاب کے زمانہ میں صرف ایک اسلام ہے جو یورپ کی مادیت کا پورا مقابلہ کر رہا ہے اور میں کہہ سکتا ہوں کہ اس سیلاب کی دہریت نواز موجوں کی طغیانی اسلام کی ایک اینٹ بھی نہ ہلا سکی کیا اس سے بڑھ کر اسلام کی صداقت کے لئے کوئی دلیل ہو سکتی ہے۔ عیسائی مسیحیت سے اور ہندو ویدک دھرم سے تنگ آ چکے ہیں۔ لیکن مسلمان آج پھر از سر نو تبلیغی مذہب کی اشاعت کے لئے سربکف نظر آتے ہیں اور میں صاف طور پر عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ اس بیسویں صدی میں ہر سوسائٹی کے خانہ ساز مذہب کا زندہ رہنا مشکل ہے ہر قسم کے جدید و قدیم مذہب بازار کی منڈی میں آ چکے ہیں اب دنیا دیکھ لے گی کہ کونسا مال زیادہ فروخت ہوتا ہے۔ کفر و الحاد کے شیدائیو! تم کب تک دنیا کو دھوکہ میں رکھ سکتے ہو۔ تم اپنے نفس کو خود تو دھوکہ دے سکتے ہو۔ لیکن دنیا کے کروڑوں انسان ہمیشہ دھوکہ نہیں کھا سکتے آج سے تیرہ سو برس پہلے خدا کے ایک برگزیدہ اور مقدس بندے نے حجاز کی مقدس و مطہر زمین ایک چھوٹی سی پہاڑی کی چوٹی پر جو صدا بلند کی تھی وہ آج ہر ایک شہر اور قریہ میں گونج رہی ہے یہ آواز کوئی نئی آواز نہ تھی بلکہ وہ دین الٰہی کا وہ پیغام تھا جو ہر زمانہ میں خدا کے مقدس نبی خدا کے بندوں کو پہنچاتے رہے ہیں اب سے بہت پہلے کلیم اور خلیل اس پیغام کے پیغامبر بن چکے تھے آج تک ہزاروں لاکھوں نبی مبعوث ہو چکے ہیں جب تک دنیا کے انسان ابتدائی منازل میں تھے تو ان کے لئے قانون الٰہی بھی مختصر اور سادہ تھا۔ لیکن جب دنیا ایک آخری کروٹ لینے والی تھی اور ارتقار کا آخری منظر بھی اپنی انتہائی شکل میں پیش ہونے والا تھا تو اس زمانہ کی ہدایت کے لئے بھی ایسے ہی انسان کی ضرورت تھی جو دنیا کے سامنے انسانی زندگی کا ایک ایسا بہترین نمونہ پیش کرے جس سے دنیا آج تک ناآشنا تھی۔ قدرت نے اسی دن کے لئے اس گوہر بیش بہا کو چھپا رکھا تھا ادھر مادہ پرستوں نے بالکل نئی اور اچھوتی معلومات کا ذخیرہ بہم پہنچایا۔ اور ادھر خالق کائنات نے روحانیت کی ایک ایسی انوکھی تصویر پیش کی جس کو دیکھ کر نئی ایجادات و جدید اختراعات کے موجدین کی عقول متحیر ہو گئیں۔

اس کی امانت و دیانت اور اس کی صداقت و ذکاوت پھر اس سے خداداد فہم و فراست اس کی اعجاز بیانی شجاعت و دلیری روحانیت و سخاوت اور اس قسم کے ہزارہا اوصاف نے کفار ہی کو متحیر و عاجز نہیں کر دیا تھا بلکہ کفار امریکہ و لندن پیرس و جاپان کے فحاش اور کفار ہند بھی آج اس طرح متحیر ہیں جس طرح کسی زمانہ میں ابوجہل، ابولہب، اور ولید بن مغیرہ جیسے سرکش و کافر متحیر تھے، قوم پرستی کے مردود و ملعون جذبہ سے قطع نظر کر لیا جائے تو آج کونسا دل ہے جو کمالات محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معترف نہیں ہے۔ دنیا میں وہ ایک ہی انسان تھا جس کو قدرت نے اپنی گوناگوں صفات کا کامل آئینہ بنا کر بھیجا تھا اس کی تعلیم اگر ایک طرف حقوق اللہ کی ضامن تھی تو دوسری طرف اس آب و تاب کے ساتھ حقوق العباد کی بھی کفیل اور ضامن تھی اس کا دین نہ تو خالص سنیاسی تھا اور نہ محض مادیت کا حامی تھا بلکہ وہ جو کچھ دنیا کے سامنے پیش کرنے کو لایا وہ دین و دنیا کا مجموعہ تھا وہ خود حیات طیبہ کا ایک مجسمہ اور مکمل نمونہ تھا پھر اس نے اپنی بعثت کے بعد جو تعلیم دنیا کے سامنے پیش کی وہ ایسی کامل اور مقدس تعلیم تھی جس پر عمل پیرا ہونے ہی سے

ایک انسان صحیح انسان کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے ۔ کیا دنیا نے خدا کے اس مقدس اور برگزیدہ انسان کی زندگی کا اب تک مطالعہ نہیں کیا آج محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مقدس سیرت گھر گھر پہنچ چکی ہے ۔ شاید ہی آج تک کسی دوسرے انسان کی زندگی اور سوانح حیات اتنے عام ہوئے ہوں جسقدر کہ اب تک سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہر متنفس کے سامنے پیش ہو چکی ہے اس مقدس پیغمبر کی زندگی کے لئے اسفار و دواوین بھی کافی نہیں ہیں تمام انبیاء سابقین اس کے فضائل و اوصاف اپنی امتوں کو سناتے رہے کتب سابقہ کا مطالعہ کرنے والوں سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ باوجود تحریف و تبدیل کے ان کتابوں میں صدہا مبشرات موجود ہیں ۔ اتنی وسیع زندگی کے لئے چند اوراق کیونکر متحمل ہو سکتے ہیں ہر چند کہ اس حیات طیبہ کی ورق گردانی اعادہ مکررات کے مرادف ہوگی لیکن ــــ

هو المسك ما كررته يتضوع

حضورؐ کی زندگی کے واقعات کو بار بار ذکر کرنا ایسا ہے جیسے کوئی مشک کو بار بار ہلائے جتنی مرتبہ کوئی مشک کو حرکت دے گا اتنی ہی خوشبو زیادہ ہوگی ۔ ناظرین ایک دفعہ روح محمد الرسول اللہ پر درود خوانی کریں تو میں ایک بہت ہی مختصر خاکہ پیش کرنے کی عزت حاصل کروں

اللهم صل على محمد وعلى آل محمد

ما ان مدحت محمدا بمقالتی
ولكن مدحت مقالتی بمحمد

مرحبا صلی علیٰ ہمتم ثنا خوان رسول
صد سلام من بجسم پاک و بر جان رسول
اے صبا اے پیک مشتاقان بدرگاہ نبی
گو سلام دست بستہ پیش ایوان رسول

دیکھنا ڈھوتا سا بچہ ایک چھوٹا سا سیاہ عمامہ باندھے ایک لمبا سا کرتہ پہنے ایک چھوٹی سی قمچی لئے ہوئے حلیمہ کی بکریاں چرا رہا ہے یہی وہ بچہ ہے جس کو ازل میں سب سے پہلے نہ صرف اول خلق کا منصب جلیلہ عطا ہوا تھا بلکہ وہ نبوت کی عزت سے پیدا ہوتے ہی نوازا جا چکا تھا جب کوئی بھی نہ تھا تنہا خالق کی یہ مخلوق اکیلی ہی سبوح و قدوس کا وظیفہ پڑھ رہی تھی تو خدا اسے امام الاولین والآخرین کے خطاب سے نواز چکا تھا یہ بکریوں کا چرواہا نہیں نہیں دنیا کے بے شمار انسانوں کا رکھوالا آج حلیمہ کے جنگل میں اس شان سے پھر رہا ہے لیکن دوسرے دن یہی برگزیدہ انسان شام کے بازاروں میں مکہ کی ایک شریف خاتون کا وکیل بن کر تجارت کرتا ہے ۔ نہ معلوم اس امی اور بکریاں چرانے والے کو یہ بہترین طریقۂ تجارت کس نے سکھا دیا ہے ۔ مکہ میں کوئی تجارتی اسکول بھی نہیں ہے اور قبیلہ سعد کے باشندے تو صحیح گنتی بھی نہیں گن سکتے ۔ پھر اس نوجوان نے یہ تجارت کا ڈھنگ کہاں سیکھا ۔ کوئی ہے جو اس معمہ کو حل کرے ؟

تجارت کو ابھی چند ہی دن گزرے تھے کہ غار حرا میں عبادت کا سلسلہ شروع ہو گیا ۔ ایک غار کی عزلت نشینی پھر وہ بھی متواتر کئی کئی مہینے ایک انسانی سمجھ تو اس بھید کے سمجھنے سے یقیناً قاصر ہے یہی عزلت نشینی ایک دن ناموس اکبر کی ملاقات کا ذریعہ بن گئی اور ورقہ بن نوفل کے ان الفاظ نے وہ سب کچھ ظاہر کر دیا جو ابھی تک پوشیدہ تھا ورقہ نے نبوت کے متعلق تو جو کچھ کہا وہ کہا لیکن ایسی بات بھی کہہ دی جس کا کسی کو سان و گمان بھی نہ تھا ۔

يا ليتنی اكون حيا حين يخرجك قومك (کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جب تیری قوم تجھ کو مکہ سے نکالے گی ۔

یہ سن کر حضورؐ نے متعجبانہ لہجہ سے پوچھا کیا میری قوم مجھ کو جلا وطن بھی کرے گی ۔ لیکن ورقہ نے نہایت اطمینان کے ساتھ فرمایا ۔

لم يات رجل بما جئت به الا عودی یہ کوئی بات نہیں ہے جو سب کے ساتھ ہوا ہے وہ تمہارے ساتھ بھی ہوگا ۔

دیکھنے والو! ذرا دیکھنا وہ جبل ابو قبیس کی چوٹی پر خدا کا مبلغ اعظم ایک کمبل کا کرتہ پہنے عمامہ باندھے کیا کہہ رہا ہے ۔ یہ یکایک حاضرین نے گالیاں کیوں دینی شروع کر دیں اس پر پتھروں کا مینہ کیوں برسنے لگا ۔ آخر اس نے کسی کو کیا کہہ دیا ؟

صبح کے سہانے وقت میں جبکہ لوگ میٹھی نیند میں ٹھنڈی ہوا کے مزے لوٹ رہے ہیں امت کا یہ ہادی مکہ کی گلیوں میں قولوا لا اله الا الله اور قوا انفسكم واهليكم نارا کی صدائیں لگا رہا ہے ۔ لوگ رات کو سرہانے پتھر رکھ کر سوئے ہیں تا کہ صبح کو ان کے مقدس پاؤں کو زخمی کر دیں ۔ جو رات بھر خدا کی عبادت میں اپنے مولا کے سامنے ومن الليل فتهجد به کے حکم کی تعمیل کے لئے کھڑے رہتے ہیں ۔ خدا کا یہی مبلغ اعظم جنگ بدر میں ایک بہترین جرنیل اور جنگی لاٹ کے فرائض انجام دے رہا ہے اور اس خوبی سے فوجوں کو ترتیب دی کہ تین سو تیرہ کی قلیل تعداد نے ایک ہزار مسلح فوج کو پسپا کر دیا ہے

کیا مدینہ میں کوئی حربی کالج تھا اگر نہیں تھا تو یہ جنگ کا طریقہ آخر کس کی تعلیم کا نتیجہ تھا اس فوجی کمانڈر کا وہ خطبہ پڑھیئے ۔ جو بدر صغریٰ کی فوجی بھرتی کے وقت دیا تھا جس کے ایک ایک لفظ سے شجاعت کے دریا امنڈ رہے ہیں

والذی نفس محمد بيده لاخرجن وان لم يخرج معی احد

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے اگر کوئی میرے ساتھ نہ چلا تو میں تنہا کفار سے لڑنے جاؤں گا ۔

اس شجاعت بھرے لکچر نے سامعین پر جو اثر کیا وہ ان ہزیمت خوردہ کفار سے پوچھو جو میدان جنگ میں آنے سے پیشتر ہی بھاگ گئے اور خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو کامیاب صحیح سالم واپس لے آیا ۔

فانقلبوا بنعمة من الله وفضل لم يمسسهم سوء واتبعوا رضوان الله ۔

مسلمان اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور اس کی رضامندی لے کر لوٹے اور ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا ۔

غزوہ احزاب میں اسی امی لقب پیغمبر کی سیاستدانی کا یہ ادنیٰ کرشمہ تھا کہ کفار کے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی اور صبح سے پیشتر سب لوگ دم ہو کر بھاگ گئے کیا مبارک زندگی ہے جس میں ہر چیز علی وجہ الاکمل موجود ہے ۔

حلیمہؓ کے گھر میں بکریاں چرانا ، شام میں تجارت کرنا ۔ غار حرا میں خاموش عبادت بجالانا ۔ فاران کی چوٹی اور مکہ کی گلیوں میں تبلیغ کرنا ۔ میدان جنگ میں ایک سپہ سالار ہونا ۔ مسجد کے محراب میں نمازیوں کا امام بننا ، اور ممبر پر بہترین لیکچرار کے فرائض انجام دینا اور مسجد کے صحن میں قاضی اور جج بن کر فیصلے کرنا ۔ پھر حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں رات کو اتنی عبادت کرنا کہ قدم مبارک سوج کر پھٹ جائیں ۔

حتی تورمت قدماه

ان تمام اوصاف حسنہ کے باوجود بہترین مقنن جس کے آگے دنیا کے مقننین سربسجود ہو کر اپنے عجز کا اعتراف کر چکے ہوں ۔ پھر لطف یہ ہے کہ امی ہیں نہ پڑھے لکھے ہیں ۔ تختی قلم دوات کی صورت بھی نہیں دیکھی سلیٹ پنسل کبھی نظر سے نہیں گزری ۔ کسی استاد کو شاگردی کا فخر بھی میسر نہیں ہوا ان تمام وسائل ترقی کے فقدان کے باوجود سب کچھ ہیں اور ایسے ہیں کہ تمام دنیا کے انسانوں کو ملاکر وزن کیا جائے تو سب پر بھاری ہیں ؎

نگار من کہ بمکتب نرفت و خط ننوشت
بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

وعلمك ما لم تكن تعلم وكان فضل الله

علیک عظیما ۰

آخر یہ سب کچھ کہاں سیکھا ۔کس نے سکھایا دنیا کی تہذیب سے کوسوں دور بیٹھ کر قیامت تک کے لئے قانون کس کی تعلیم سے بنایا کفر و الحاد کے غلامو ! بولو ! آخر آج دنیا کی زبانیں گیوں گنگ ہیں اس کے قرآن کا اس کے قانون کا اس کی مقدس تعلیم کا اس کی روحانیت و اخلاق کا ۔ اگر جواب رکھتے ہو تو پیش کرو ۔ چودہ سو برس میں بھی اس بے مثل کا مثیل اور اس بے نظیر کا نظیر تمہاری متجسانہ نظریں تلاش کرنے سے قاصر رہیں ۔تم نے زمین کا کونہ کونہ چھان مارا ہے ۔آسمان پر بھی میلوں اڑ چکے ہو ، زہرہ اور مریخ سے خط و کتابت کا بھی فخر رکھتے ہو ، چاند کی دنیا میں کودنا چاہتے ہو یہ سب کچھ کر چکے ، لیکن آج تک ایک انسان کا جواب میسر نہ آسکا ۔ اگر اس دور ترقی میں تم کو اس جیسا انسان نہیں ملا تو اس کا یقین کرو کہ وہ کائنات میں تنہا تھا ۔ وہ خدا کی خدائی میں اکیلا تھا اس کی رحمت کا صدقہ ہے کہ تم زمین پر چلتے ہو اور ہوا میں اڑتے ہو ۔ اسی کا صدقہ ہے کہ تم کو ٹھنڈا پانی اور گرم روٹی مل رہی ہے وہ نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ ہوتا یا وہ ہوتا ، لیکن عالمین کے لئے رحمت نہ ہوتا تو دنیا کے کسی کافر کو بھی اطمینان میسر نہ ہوتا خدا کی قسم تم نے تو ابھی یہ بھی نہیں سمجھا کہ وہ کیا تھے ؎

مصلحت نیست کہ از پردہ برون افتد راز
ورنہ در محفل رنداں خبرے نیست کہ نیست

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد
والہ واصحابہ اجمعین ۰

بقیہ : مجلس ذکر صفحہ ۱۲ سے آگے

محترم حضرات !

مجھے معاف کیا جائے اگر میں یہ کہوں کہ یہ سب کچھ اسلام اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے خلاف ہے ۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حق تو ہم پر یہ ہے کہ ہم کسی لمحہ بھی ان کی یاد اور ان کی اتباع سے غافل نہ ہوں ——— حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فداہ ابی وامی سے محبت و عقیدت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم حضور علیہ السلام کے نقوشِ قدم اور حضور علیہ السلام کی سیرت اطہر کو زندگی کے ہر ہر گوشہ اور سکون و حرکت میں نشانِ راہ اور جادۂ منزل قرار دیں اور یہی ایک مسلمان کا سرمایۂ حیات اور اس کی سب سے قیمتی متاع ہے ——— مگر کس قدر افسوس کا مقام ہے ۔ کہ حضور علیہ السلام سے عشق کا دعویٰ کرنے والے ہی حضورؐ کی سنت کو ترک کئے ہوئے ہیں اور ان کے طریق سے روگردانی میں کوئی باک محسوس نہیں کرتے ۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنی کمزوریاں محسوس کرنے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے مکمل اتباع کی سعادت اور توفیق نصیب فرمائے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم اللہ والوں کے دامن سے وابستہ ہوں ان علمائے ربانیین کی خدمت میں بیٹھ کر زانوئے ادب تہ کریں ۔جن کے ایک ہاتھ میں مشعل قرآن اور دوسرے میں سنت نبی کریم علیہ السلام کی قندیل روشن ہو ۔کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے درس قرآن میں بیٹھنے والے ہزاروں اشخاص اس طرح آن واحد میں تبدیل ہوئے اور مغربیت کے برعکس کس طرح سنت نبی کریم علیہ السلام ان کا اوڑھنا بچھونا ہو گیا ——— چودھری عبدالرحمٰن صاحب کو ہی لے لیجئے آپ ایم اے ایل ایل بی ہیں ۔ لیکن اگر آپ انہیں دیکھیں تو محسوس ہو کہ مغربیت کی پرچھائیں بھی ان پر نہیں پڑی ۔چہرہ مہرہ سے درویش منش اور باخدا شخص نظر آئیں گے ——— (آج کل بیمار ہیں اور مری میں زیر علاج ہیں دعا کیجئے اللہ تعالےٰ انہیں صحت کاملہ عطا فرمائے) اس طرح دیگر لاتعداد انسانوں کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت نے کندن بنا دیا اور وہ صحیح معنوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام نظر آتے ہیں ——— اور یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ خود بھی سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں مکمل طور پر رنگے ہوئے تھے اور آپ کی سنن عادیہ تک کو قضا نہ ہونے دیتے تھے ۔بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عادت ثانیہ ہو چکی تھی اور بھول کر بھی کوئی کام خلاف سنت ان سے سرزد نہ ہوتا تھا تو بے جا نہ ہو گا ۔ چنانچہ یہی وجہ تھی کہ جو ان کی صحبت میں آتا سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگا جاتا اور کتاب و سنت پر عمل اس کا اوڑھنا ، بچھونا ہو جاتا ———

اللہ تعالےٰ ہمیں نیکوں کے دامن سے وابستہ رہنے ، اولیاء اللہ کے قدموں کی خاک کو سرمہ بنانے ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل غلامی اختیار کرنے اور انہیں کی سنت کو زندگی کے ہر گوشہ میں حرزِ جاں بنانے کی توفیق عطا فرمائے ——— آمین یا الٰہ العالمین ———

عائلی قانون کو منسوخ کیا جائے

بلاک ۵ ناظم آباد کی شعبہ خواتین کا یہ اجتماع موجودہ عائلی قوانین کی پر زور مذمت کرتا ہے اور اس کو سراسر قرآن و سنت کے منافی خیال کرتا ہے ۔جو مسلمانان پاکستان پر زبردستی تھوپا گیا ہے یہ اجتماع ایک طرف تو ارکانِ مغربی پاکستان اسمبلی کو ان کی اس سعی پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے اور ان کے لئے دعائے خیر کرتا ہے ۔کہ انہوں نے اس قانون کی تنسیخ کی قرار داد پاس کر کے مغربی پاکستان کے مسلمانوں کی نمائندگی کا حق ادا کیا ۔ دوسری طرف مرکزی اسمبلی کے اراکین سے پر زور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ بھی اس غیر شرعی اور غیر جمہوری نام نہاد عائلی قانون کو منسوخ کرنے کا فیصلہ کر کے مسلمانانِ پاکستان کے صحیح نمائندہ ہونے کا ثبوت دیں ۔

(بقیہ۔ خطبہ جمعہ صفحہ ۶ سے آگے)

کی بلاغت کے سامنے فنا ہو گئے تھے۔ تمام قبائل عرب کی زبانوں سے حضورؐ واقف تھے اور ہر قبیلہ سے اُس کی زبان میں گفتگو فرماتے تھے۔ حضورؐ کی زبانِ مبارک سے جو جملہ نکلتا تھا وہ اس درجہ جامع اور معنی خیز ہوتا تھا کہ ملک بھر میں مشہور ہو جاتا تھا۔ اکثر علماء نے حضورؐ کے جوامع الکلم یعنی اس قسم کے پرمعنی جملے اپنی کتابوں میں جمع کئے ہیں —— جو زبان زد خواص و عوام ہیں۔ خود قرآن کریم میں بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی فصاحت و بلاغت کے متعلق معاندین کی زبان سے یہ الفاظ کہے گئے

سِحْرٌ یُّؤْثَرُ (سورہ مدثر ۱۶)

ترجمہ:۔ وہ کلام تو جادو ہے جو اثر کر جاتا ہے ——

بہرحال مخالفین نے خواہ آپ کے کلام بلاغت نظام کو جادو کہا یا کچھ اور مگر گواہی موجود ہے کہ حضورؐ کا کلام زبان سے نکلتے ہی دلوں میں جاگزیں ہوتا اور دلوں پر قبضہ کر لیتا تھا۔ پھر اگر کتب سیرت کی ورق گردانی کی جائے تو یہ حقیقت صاف طور پر سامنے آ جائے گی کہ حضور علیہ السلام کی فصاحت و بلاغت ملک میں اس درجہ مسلمہ تھی کہ مخالفین کے زمرہ میں نبوت سے انکار کرنے والے تو پائے جاتے تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فصاحت و بلاغت سے انکار کرنے والا جزیرۂ نمائے عرب میں کوئی موجود نہ تھا —— اور نہ آج تک کسی شخص نے خواہ وہ کسی مذہب و ملّت کا ہو اس حقیقت کا انکار کیا ہے ——

رحمت و رافت

ارشاد ربانی ہے:۔

بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ الرَّحِیْمٌ

وہ مومنوں کے لئے شفقت رکھنے والا رحمت والا ہے رحمت و رافت بھی حق تعالےٰ شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی وہ اگرچہ رحمۃ للعالمین ہیں۔ اور ان کی رحمت جملہ عالمین اور تمام مخلوق خداوندی کے لئے عام ہے مگر اہل اسلام اور اصحاب ایمان کے ساتھ آپ کو التفات خاص حاصل ہے۔ اسی لئے یہاں مذکورہ آیت میں رحمت کے ساتھ رافت کا اضافہ ہو گیا ——

شفقت علے المخلوق

مخلوق خدا پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت کا یہ عالم تھا کہ آپ نے اللہ تعالےٰ سے عرض کی تھی کہ اے خدا میری اس عرض کو ایک مضبوط عہد سمجھا جائے کہ اگر میں کسی شخص کو از راہِ بشریت بد دعا بھی دے بیٹھوں تو میری اس بد دعا کو بھی اس کے حق میں رحمت و برکت اور زکوٰۃ و تقرب بنا دینا —— اندازہ فرمایئے مخلوق خدا کے لئے کس قدر شفقت آپ کے قلب اطہر میں موجزن تھی ——

پھر وہ کون سا انسان ہے۔ جس نے سیرت مصطفویؐ کا مطالعہ کیا ہوا ہو اور سفر طائف کے دوران پیش آنے والی صعوبتوں سے بے خبر ہو —— وہاں کے لوگوں نے آپ پر کیا کیا ظلم نہیں ڈھائے۔ سنگ باری کی کیچڑ پھینکی جسم کو لہولہان کر دیا۔ لیکن ان کے حق میں بھی فرمایا تو فقط یہی کہ اے اللہ! میں اس کا بدلہ نہیں چاہتا کیونکہ یہ لوگ مجھے شناخت نہیں کرتے، دل کی بصیرت نہیں رکھتے۔ کبھی تو راہِ راست پر آئیں گے۔ پس اے پروردگار! انہیں ہدایت کی توفیق عطا فرما ——

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جنگ اُحد میں حضورؐ کے زخم لگا اور چہرۂ انور خون سے تر ہو گیا۔ لوگوں نے عرض کیا . . . . کہ ان کفار پر حضرت نوحؑ کی طرح بد دعا فرمایئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں لعنت کرنے کے لئے نہیں آیا ہوں بلکہ اللہ تعالےٰ شانہٗ نے مجھے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

حضورؐ کی شرم و حیا

حضرت ابو سعید خدری رضؓ فرماتے ہیں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پردہ نشین کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمگیں اور حیادار تھے۔ جب کوئی بات بے شرمی کی سنتے یا دیکھتے تو آپ کا چہرہ فوراً متغیر ہو جاتا ہے جب کوئی شخص حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے معافی چاہتا تو آپ شرم سے گردن جھکا لیتے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضورؐ کبھی کسی طرف تیز نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے حضورؐ اپنی آنکھیں ہمیشہ نیچی رکھتے تھے اور جب ہنسی آتی تھی تو مسکراہٹ سے تجاوز نہ کرتی تھی۔ قہقہہ مار کر آپ زندگی بھر نہیں ہنسے ——

غلاموں سے سلوک

حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ کے غلام تھے۔ پورے دس برس تک آپ کی خدمت میں رہے۔ لیکن ان کا بیان ہے کہ اس تمام عرصہ میں کسی قصور پر سزا دینا تو کیا مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھڑکا تک بھی نہیں۔ مجھ سے اکثر قصور ہو جاتے لیکن حضورؐ ہمیشہ درگزر کرتے۔ اسی طرح حضرت زید رضی اللہ عنہ بھی آپ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ چند لٹیروں نے انہیں پکڑ کر مکہ میں فروخت کر دیا تھا۔ رفتہ رفتہ یہ حضرت بی بی خدیجہ رضؓ کے پاس پہنچ گئے آپ نے انہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نذر کر دیا۔ زیدؓ کا مصیبت زدہ باپ برسوں بے قرار اپنے لختِ جگر کی تلاش میں پھرتا رہا۔ ایک قافلہ کے ذریعہ اسے پتہ ملا۔ تو وہ غریب ہانپتا کانپتا، افتاں و خیزاں دربارِ نبوت میں حاضر ہوا اور عرض کیا بیٹے کی جدائی میں خواب و خور حرام ہو کر رہ گیا ہے۔ بہت بے چین رہتا ہوں مجھ سے معاوضہ لے کر میرے اس نورِ دیدہ کو مجھے واپس کر دیجئے۔ حضورؐ کو فوراً ترس آ گیا۔ آپ نے پوری دلسوزی کے ساتھ فرمایا کہ میں نے زید کو بلا معاوضہ آزاد کیا اگر وہ جانا چاہے تو چلا جائے۔ البتہ میں خود اسے جبر سے نہیں نکالوں گا۔ زیدؓ نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو مجھ پر ماں باپ سے زیادہ شفقت کرتے ہیں۔ میں ماں باپ کے ساتھ نہیں جاؤں گا —— یہ تھی محبت نبوی اور شفقت رسولؐ کہ بیٹا باپ کی محبت کو بھول گیا۔

حضورؐ کا پاس محبت

جس شخص کے ساتھ حضور علیہ السلام کا ذرا سا بھی تعلق ہوتا تھا اس کا خیال رکھتے تھے۔ جنگ حنین کے قیدیوں میں آپ کی رضاعی بہن شیما گرفتار ہو کر آئیں۔ وہ حلیمہ سعدیہ کی نورِ نظر تھیں۔ جب حضورؐ کو اطلاع ہوئی تو ان کو اپنے پاس بلایا اپنی چادر بچھا کر ان کو بٹھایا اور دیر تک ان سے گفتگو فرماتے رہے۔ پھر بہت سے تحائف دے کر احترام کے ساتھ ان کو واپس فرمایا ——

اسی طرح جب نجاشی کا وفد حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بذاتِ خود ان کی آسائش کا اہتمام فرماتے تھے اور ان کے تمام کام خود اپنے ہاتھوں سے انجام دیتے تھے۔ صحابہؓ نے عرض کی

یا رسول اللہ! ہم جو خدمت کے لئے حاضر ہیں۔ ہمارے ہوتے ہوئے آپ کو تکلیف کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ فرمایا ان لوگوں نے حبش میں میرے صحابہؓ کی عزت کی تھی اس لئے میں چاہتا ہوں کہ خود ہی ان کی ضروریات کو پورا کروں ——

غرض کہاں تک حضور علیہ السلام کے اخلاق حسنہ اور فضائل و شمائل بیان کئے جائیں یہاں تو معاملہ یہ ہے ——

داماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار
گلچین بہار تو ز داماں گلہ دارد

اب ایک حدیث پر بیان ختم کرتا ہوں:-
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ حضور کا طریقہ (سنت) کیا ہے؟ فرمایا

۱- معرفت — میرا راس المال ہے
۲- عقل — میری دین کی اصل ہے
۳- محبت — میری بنیاد ہے
۴- شوق — میری سواری ہے
۵- ذکر الٰہی — میرا انیس ہے
۶- اعتماد — میرا خزانہ ہے
۷- حزن — میرا رفیق ہے
۸- علم — میرا ہتھیار ہے
۹- صبر — میرا لباس ہے
۱۰- رضا — میری غنیمت ہے
۱۱- عجز — میرا فخر ہے
۱۲- زہد — میرا حرفہ ہے
۱۳- یقین — میری خوراک ہے
۱۴- صدق — میرا ساتھی ہے
۱۵- طاعت — میرا بچاؤ ہے۔
۱۶- جہاد — میرا خلق ہے
۱۷- اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

اللہ تعالےٰ شانہٗ ہمیں حضور علیہ السلام کے اخلاق حسنہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے

"بزم خدام الدین کا قیام"

ایبٹ آباد - امام الاولیاء لاہوری کے متوسلین اور معتقدین نے دینی اور روحانی تنظیم کے سلسلے میں ایک بزم کی تشکیل فرمائی جس کا نام - بزم خدام الدین تجویز کیا - جانشین شیخ التفسیر مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم نے آج اپنے مختصر ارشادات اور دعا کے ساتھ اس کا افتتاح فرمادیا

مولوی محمد ابراہیم بزم خدام الدین

بقیہ احادیث الرسول ص ۲ سے آگے

آپ نے فرمایا تمہارے ساتھ ایک فرشتہ تھا۔ جو اس کو جواب دے رہا تھا۔ جب خود تم نے اس کو جواب دینا شروع کیا۔ تو شیطان درمیان میں کود پڑا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا۔ ابوبکرؓ تین باتیں ہیں اور سب حق ہیں۔ ایک تو یہ کہ جس بندہ پر ظلم کیا جائے اور وہ محض خدا کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے خاموش رہے۔ اللہ تعالےٰ اس کی زبردست مدد کرتا ہے۔ دوسرے یہ جو شخص اپنی بخشش کا دروازہ کھولے۔ اور اس کے ذریعے اپنے قرابت داروں اور مسکینوں کے ساتھ سلوک کرے۔ خداوند تعالےٰ اس کے سبب مال کو زیادہ کرتا ہے تیسرے یہ کہ جس شخص نے سوال کا دروازہ کھولا۔ یعنی گدائی اختیار کی اور اس کے ذریعہ سے اس نے اپنی دولت کو بڑھانا چاہا۔ خداوند تعالےٰ نے اس بھیک مانگنے کے سبب اس کے مال کو اور کم کر دیتا ہے۔ (بیہقی)

بقیہ:- شراب نوشی اور اسلام

ہیں۔ ابو داؤد میں ان کی یہ رائے اس طرح نقل کی گئی ہے ——

عن ابن عباس قال - یایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ ویسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیہما اثم کبیر ومنافع للناس، نسختہما الآیۃ التی فی المائدۃ انما الخمر والمیسر والانصاب الآیۃ ——

"ابن عباس فرماتے ہیں۔ کہ سورۃ نساء کی آیت:- لا تقربوا الصلوٰۃ الخ اور سورۃ بقرہ کی آیت:- یسئلونک عن الخمر والمیسر الخ دونوں کو سورۃ مائدہ کی آیت:- انما الخمر والمیسر الخ نے منسوخ کیا ہے ——"

یہ ہے وہ قرآنی فتویٰ، جو شراب نوشی کے بارے میں قرآن کریم نے دیا ہے۔ جس سے نہایت حکیمانہ طریقہ سے شراب نوشی کو حرام اور ممنوع قرار دے دیا گیا اور تمام سابقہ اجازتیں منسوخ ہوئیں۔

بچوں کا صفحہ

سارے نبیوں سے افضل ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

حافظ نور محمد انور

پیارے بچو!

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سارے نبیوں سے افضل ترین نبی ہیں، صرف افضل ہی نہیں بلکہ سارے نبیوں کے سرتاج بھی ہیں، اس کے علاوہ سب سے بڑی صفت آپ کی یہ ہے کہ آپؐ خاتم الانبیاءؑ ہیں، آپؐ کے بعد کوئی نبی قیامت تک نہیں آئے گا۔ آپؐ ساری دنیا کے لیے نورِ ہدایت اور رحمۃ اللعالمین بن کر تشریف لائے ہیں۔ اگر آپؐ پیدا نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ دونوں جہان کو پیدا نہ فرماتا، آپؐ ہی کے لیے خداوند قدوس نے دونوں جہان پیدا فرمائے، آپؐ جب پیدا ہوئے تو تمام عرب کفر کی تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا، ہر ایک نے اپنا اپنا الگ خُدا بنا رکھا تھا اور اس کی پرستش کرتے تھے، کسی کے خدا کا نام لات تھا تو کسی کا عزیٰ اور ہبل تھا، یہ لات و عزیٰ اور ہبل کیا تھے پتھر کے بنے ہوئے بے جان بُت تھے نہ یہ کسی کو نفع دے سکتے تھے نہ نقصان!

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو تمام عرب کو توحید الٰہی کی دعوت دی اور کفر و گمراہی کے گڑھے سے نکال کر راہ مستقیم پر لانے کی کوشش کی جن لوگوں کے دلوں میں توحید الٰہی کا سکّہ بیٹھ گیا وہ دونوں جہان میں سرفراز ہو گئے اور جو لوگ دولتِ توحید سے محروم رہے وہ دونوں جہان میں ٹھکرا دیئے گئے جیسا کہ ابوجہل ابولہب اور دیگر کفار مکہ دولت توحید سے محروم رہے اور ہمیشہ کے لیے جہنم کا ایندھن بن گئے۔

ہم اپنے رسول عظیم صلی اللہ علیہ وسلم پر جتنا بھی فخر کریں کم ہے آپؐ ہمارے پیشوا ہیں۔ آپؐ ہی کی بدولت ہمیں دولت ایمان نصیب ہوئی آپؐ ہی قیامت کے دن ہماری شفاعت کریں گے، آپؐ ہی کی ہم امت ہیں اور سب سے بہترین امُت! اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی امت کو قرآن کریم میں خیرِ امُت (بہترین امُت) کے لقب سے پکارا ہے، ہمیں بھی چاہیئے کہ ہم آپؐ کے نقش قدم پر چلیں اور صبح شام آپؐ کی اور اللہ تعالیٰ کی طاعت گذاری میں مصروف رہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین حق کی خاطر طرح طرح کی تکلیفیں اٹھائیں طائف کے بازاروں میں پتھر مار مار کر آپؐ کو لہولہان کر دیا گیا مگر تبلیغ دین سے آپؐ قطعاً باز نہ آئے برابر تبلیغ دین میں مصروف رہے۔ آخر ایک دن آپؐ کی یہ تبلیغی سرگرمیاں رنگ لائیں اور وہ صحرائے عرب جو کفر و ظلمت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں ڈوب چکا تھا یکایک نور توحید سے جگمگا اُٹھا، اور گوشہ گوشہ سراج منیرؐ کی ضیاپاشیوں سے منور ہو گیا آپ کی تشریف آوری کا مقصد ہی یہی تھا کہ دنیا میں ہر طرف اسلام کا جھنڈا لہراتا ہوا نظر آئے دنیا کے تمام بُت خانے نیست و نابود ہو جائیں اور ہر طرف "ھواللہ احد" کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔

آپؐ کے خلق عظیم نے بڑے بڑے سنگ دلوں کو بھی اپنا گرویدہ بنا لیا اور وہ ایسے گرویدہ ہوئے کہ دنیا کی کوئی طاقت ان کو اپنے مضبوط و مستحکم ارادے سے نہ ہٹا سکی، نشۂ توحید اور عشقِ رسولؐ سے ان کے دِل ایسے معمور ہوئے کہ سخت ترین مُظالم سے بھی نہ گھبرائے۔

یہ آپؐ کے خلقِ عظیم ہی کا اثر تھا کہ سب سے پہلے سیّدنا صدیق اکبرؓ نے آپؐ کی دعوت توحید کا خیر مقدم کیا اور فوراً دولت اسلام سے مشرف ہو گئے۔ پھر فاروق اعظمؓ کو لیجیئے کہ گھر سے تو آپؐ کو قتل کرنے کے ارادے سے نکلتے ہیں مگر واپس جاتے ہیں تو دولت ایمان سے مشرف ہو کر جاتے ہیں۔ اس طرح کئی دیگر لوگ آپؐ کے خلقِ عظیم سے متاثر ہو کر اصحاب رسولؐ کے لقب سے ملقب ہوئے۔

آپؐ کی خوبیاں اور فضائل حدوحساب سے باہر ہیں اور تمام مخلوق میں آپؐ کا کوئی ثانی نہیں۔

ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

آپ ۲۲ر اپریل ۵۷۱ء کو پیدا ہوئے اور ۱۲ر ربیع الاوّل ۱۱ھ میں ۶۳ سال کی عمر میں ہمیشہ کے لیے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ میں مدفون ہوئے۔

آپ کے چند کلمات طیبات

(۱) فرمایا دو عادتیں ایسی ہیں کہ ان سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، (۲) مسلمانوں کو نفع پہنچانا اور دو عادتیں ایسی ہیں کہ ان سے زیادہ بری کوئی نہیں (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کرنا (۲) مسلمانوں کو ستانا۔

(۲) فرمایا جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے وہ سنورتا ہے تو تمام جسم سنور جاتا ہے اور وہ جب بگڑتا ہے تو تمام جسم بگڑ جاتا ہے اور وہ قلب ہے۔

(۳) فرمایا چار چیزیں جس کو مل جائیں اس کو دنیا و آخرت کی خوبیاں مل گئیں۔ (۱) شکر کرنے والا دل (۲) خدا کا ذکر کرنے والی زبان، (۳) بلاؤں پر صبر کرنے والا بدن (۴) اپنے نفس میں اور خاوند کے مال میں نہ خیانت کرنے والی بیوی



(۴) فرمایا سادہ پن اور کپڑوں سے عار نہ کرنا مومن کی علامت ہے۔

(۵) فرمایا جو دنیا میں شہرت کا لباس پہنے اس کو آخرت میں حق تعالےٰ ذلت کا لباس پہنائے گا

(۶) فرمایا بد آدمی کی صحبت سے تنہائی بہتر ہے اور نیک صحبت تنہائی سے بہتر ہے نیکی سکھانا چپ رہنے سے بہتر ہے اور برائی سکھانے سے چپ رہنا بہتر ہے۔

(۷) فرمایا حلیم وہ ہے جو چشم پوشی کرتا ہے اور کریم وہ ہے جو باوجود قدرت کے معاف کر دیتا ہے۔

مضمون نگار حضرات سے

خدام الدین کے لیے مضمون لکھتے وقت دو باتوں کا خاص طور سے خیال فرما لیا کریں! (۱) مضمون خوشخط لکھا جائے (۲) اور کاغذ کے ایک طرف ہو۔

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

...ام الدین لاہور
چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

۱۰۔ رضا
۱۱۔ نجم
۱۲۔ زبلد
۱۳۔ یقین
۱۴۔ ...
۱۵